بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون

عام مسلمانوں اور بچوں اور بچیوں کے لئے مذہبی تعلیم

عکسی

ارکانِ اسلام

جس میں

اسلامی عقائد اور اسلامی فرائض یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، کے ضروری مسائل اور محاسن اور فوائد عام فہم اور سہل انداز میں بیان کئے گئے

مؤلفہ

حضرت مولانا مولوی محمد احتشام الحسن صاحب مدظلہ کاندھلوی

ناشر

(منشی) انیس احمد۔ ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین نئی دہلی

اِس کتاب کے جملہ حقوق طباعت ناشر کیلئے محفوظ ہیں کوئی صاحب اِس کے کل یا جزو کے چھاپنے کا ارادہ نہ فرمائیں یہ قانونی اور اخلاقی جرم ہے۔

کتاب :۔ ارکانِ اسلام

مصنف :۔ حضرت مولانا محمد احتشام الحسن کاندھلوی

ناشر :۔ (منشی) انیس احمد، مالک ادارہ اشاعت دینیات

کاتب :۔ سید آصف علی دہلوی

پریس :۔

قیمت مجلد مع گرد پوش :۔

(تاریخ کتابت عکسی ۳۰ ستمبر ۱۹۷۰ء)

فہرست مضامین ارکانِ اسلام

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
علم وعمل	۷	حشر کا دن	۲۴
اسلام	۸	معاملات قبر	۲۵
اسلام کا کلمہ	۹	معصیت اور گناہوں کا بیان	۲۶
کلمۂ شہادت	۱۰	توبہ کا بیان	۲۹
ارکان اسلام	۱۰	کتاب وسنت کا اتباع	۳۰
ایمان	۱۰	اِسلام کا دوسرا رکن	
ایمان مفصل	۱۱	نماز	۳۳
ایمان مجمل	۱۲	نماز کے ظاہری فائدے	۳۴
اسلامی عقائد	۱۲	نماز کی فضیلت اور تاکید	۳۶
رسالت اور نبوت	۱۴	نماز چھوڑنے کی سزا	۳۹
معجزہ اور کرامت	۱۸	نماز کی قسمیں	۴۲
آسمانی کتابیں	۲۰	نماز صحیح ہونے کی شرطیں	۴۳
قرآن کریم کی خصوصیات	۲۱	نجاست (ناپاکی) کا بیان	۴۴
فرشتے	۲۲	ظاہری ناپاکی دور کرنے کا طریقہ	۴۵
تقدیر	۲۳	پانی کا بیان	۴۶
قیامت کا دن	۲۳	کوئیں، کا بیان	۴۷

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
استنجے کا بیان	۴۸	اذان کی دُعا	۶۴
وضو کا بیان	۴۹	فرض نمازیں اور ان کے اوقات	۶۵
وضو کرنے کا طریقہ	۵۱	وہ اوقات جن میں نماز صحیح نہیں ہوتی	۶۶
فرائض وضو	۵۳	وہ اوقات جنمیں نماز پڑھنا منع ہے	۶۷
وضو کی سنتیں	۵۳	نماز میں پڑھنے کی چیزیں	۶۷
وضو کے مستحبات	۵۴	نماز پڑھنے کا طریقہ	۷۱
وضو کی دعائیں	۵۵	نماز کے فرائض	۷۵
وضو کو توڑنے والی چیزیں	۵۷	نماز کے واجبات	۷۷
غسل کا بیان	۵۷	نماز کی سنتوں کا بیان	۷۹
غسل فرض	۵۸	نماز کے آداب	۸۱
غسل مستفرق	۵۹	مفسدات نماز	۸۲
تیمم کا بیان	۵۹	مکروہات نماز	۸۳
تیمم کرنے کا طریقہ	۶۰	جماعت کا بیان	۸۴
نواقض تیمم	۶۱	جماعت کی فضیلت	۸۶
اذان کا بیان	۶۲	جماعت چھوڑنے پر عتاب	۸۸
اذان کا طریقہ	۶۲	امامت کا بیان	۸۹
اذان کے الفاظ	۶۳	مدرک، مسبوق، لاحق کا بیان	۹۰
اقامت	۶۳	سجدۂ سہو کا بیان	۹۲

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
سجدۂ تلاوت کا بیان	۹۳	قبر اور دفن کا بیان	۱۱۸
قضا نماز پڑھنے کا بیان	۹۴	**اسلام کا تیسرا رکن**	
بیمار کی نماز کا بیان	۹۴	روزہ	۱۱۹
مسافر کی نماز کا بیان	۹۶	روزہ کی فضیلت	۱۲۰
نماز وتر کا بیان	۹۸	روزہ کے مراتب	۱۲۳
سنت اور نفل نمازوں کا بیان	۱۰۰	روزہ کی قسمیں	۱۲۳
نماز تراویح	۱۰۱	نیت کا بیان	۱۲۵
نماز جمعہ کا بیان	۱۰۲	چاند دیکھنے کا بیان	۱۲۶
جمعہ کی فضیلت اور تاکید	۱۰۴	یوم شک کا بیان	۱۲۷
جمعہ کے دن کی فضیلت	۱۰۵	وہ امور جو روزہ دار کے لئے مسنون یا مستحب ہیں	۱۲۸
نماز عید کا بیان	۱۰۶		
عید کی نماز کا طریقہ	۱۰۸	وہ امور جو روزہ میں مکروہ ہیں	۱۲۹
عید الاضحیٰ کے خاص احکام	۱۱۰	قضا کا بیان	۱۳۲
مسافر آخرت کا بیان	۱۱۱	کفارہ کا بیان	۱۳۳
غسل اور کفن کا طریقہ	۱۱۲	عوارض جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا یا توڑنا جائز ہے	۱۳۴
تیمم کا طریقہ	۱۱۴		
کفن پہنانے کا طریقہ	۱۱۴	فدیہ کا بیان	۱۳۵
نماز جنازہ کا بیان	۱۱۵	رمضان شریف کی فضیلت	۱۳۶

مضمون	صفحہ
شب قدر کا بیان	۱۳۶
اعتکاف کا بیان	۱۳۹
اعتکاف کی قسمیں	۱۴۳
اعتکاف کی شرائط	۱۴۴
مستحبات اعتکاف	۱۴۴
مکروہات و مفسدات اعتکاف	۱۴۵
وہ امور جو معتکف کیلئے جائز ہیں	۱۴۵
اسلام کا چوتھا رکن	
زکوٰۃ	۱۴۶
زکوٰۃ کا نصاب	۱۴۸
جانوروں کی زکوٰۃ	۱۴۹
عشر یعنی پیداوار کی زکوٰۃ	۱۵۱
زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ	۱۵۱
زکوٰۃ کے مصارف	۱۵۳
زکوٰۃ کی تاکید	۱۵۵
صدقہ و خیرات کا بیان	۱۵۹
صدقۂ فطر کا بیان	۱۶۵
صدقۂ فطر کا نصاب	۱۶۶
صدقۂ فطر کی مقدار	۱۶۶
اسلام کا پانچواں رکن	
حج بیت اللہ	۱۶۸
حج بیت اللہ کی تاکید اور فضیلت	۱۶۸
حج کن لوگوں پر فرض ہے	۱۶۹
حج صحیح ہونے کی دو شرط	۱۷۰
حج کی قسمیں	۱۷۰
احرام کا بیان	۱۷۱
ممنوعات احرام	۱۷۱
حج ادا کرنے کا طریقہ	۱۷۲
طواف کا طریقہ	
سعی کا طریقہ	۱۷۳
عرفات کو روانگی	۱۷۴
مزدلفہ کو روانگی	۱۷۴
منیٰ کو روانگی	۱۷۴
طواف زیارت، طواف وداع	۱۷۵
فرائض حج	۱۷۶
واجبات حج	۱۷۶

باسمہٖ تعالےٰ

علم و عمل

شریعت محمدیہؐ انسان کی دینی اور دنیوی فلاح و ترقی کی پوری ضامن اور متکفل ہے۔ بشرطیکہ اس پر عمل کیا جائے اور اس کو شاہراہ بنایا جائے۔ اوراق کے علمی ذخیرے متبرک اور مقدس ضرور ہیں مگر انسانی زندگی کو نہیں سنوار سکتے۔

آج مسلمان ذلیل وخوار نظر آتے ہیں اس لئے کہ شریعت محمدیہؐ پر عمل تو در کنار اس کے علم تک سے بےخبر اور ناآشنا ہیں پس نہایت ضروری ہے کہ مسلمانوں کے لئے شریعت محمدیہؐ کے علم و عمل کی راہیں کھولی جائیں اور ابتدا ہی سے بچوں اور بچیوں کو اسلامی تعلیمات سے باخبر اور واقف بنا دیا جائے تاکہ یہ نقوشِ اولین ان کی زندگی کو صحیح عمل پر ڈال دیں اور جو لوگ جہالت و لاعلمی میں مبتلا ہیں ان کو صحیح علم و عمل کی راہ بتلائی جائے یہ رسالہ اسی سلسلہ کی ایک ناچیز کوشش ہے حق تعالیٰ محض اپنے فضل سے مقبول اور نافع فرمائے آمین ——— شریعت محمدیہؐ کے پانچ شعبے ہیں۔ (۱) اعتقادات۔ (۲) فرائض عبادات۔ (۳) معاملات۔ (۴) معاشرت۔ (۵) اخلاق۔ اور ان پانچوں کی تکمیل سے حقیقی مسلمان بنتا ہے۔ اس مختصر رسالہ میں ضروری عقائد اور فرائض یعنی نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج کے ضروری مسائل اور فضائل اور محاسن اور فوائد سہل اور عام فہم انداز میں جمع کر دیئے ہیں۔ مسائل کا اکثر حصہ حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ کی کتاب "تعلیم الاسلام" سے ماخوذ ہے دیگر مضامین بھی معتبر کتابوں سے لئے گئے ہیں۔ اگر خداوند کریم نے توفیق دی تو اسی طرز پر دین کے باقی شعبوں کو بھی بیان کیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی ونعم الوکیل۔

محمد احتشام الحسن کاندھلوی

۲۷ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اِسلام

اسلام کے لفظی معنی اطاعت اور فرماں برداری کے ہیں چونکہ دین محمدیؐ میں خدا تعالیٰ کے احکام کی پوری پوری اطاعت اور فرماں برداری کی جاتی ہے۔ اس لئے اس دین کا نام "اسلام" ہے۔

اسلام زندگی بسر کرنے کا مکمل دستور العمل ہے جو زمین اور آسمان اور تمام مخلوقات کو پیدا کرنے والے خدا نے اپنے سچے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں بھیجا کہ دنیا میں بسنے والے انسان اس کی پابندی کریں اور اس کے موافق عمل کر کے دنیا اور آخرت کی فلاح و بہبود حاصل کریں اور کامل انسان بن جائیں۔

اسلام ہر بُری بات سے روکتا ہے اور ہر اچھی بات کا حکم کرتا ہے اور دین و دنیا کی ترقی کی راہ بتلاتا ہے اور انسان کو مہذب اور شائستہ اور متمدن بناتا ہے۔ اور انسانیت کے کمالات سے آراستہ کرتا ہے۔

مذہب اسلام ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس لئے کہ ہر زمانے میں خدا تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ رسولوں کے ذریعہ مخلوق تک اپنے احکام

بھیجے اور بہت مخلوق نے ان کی اطاعت اور فرماں برداری کی۔ سب سے آخر میں اپنے برحق رسول اور تمام رسولوں کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مکمل قانون (قرآنِ کریم) دے کر بھیجا۔ جس میں انسان کی خیرخواہی اور بھلائی کی تمام باتوں کو بتلایا اور بدخواہی اور برائی کی تمام باتوں سے منع فرمادیا ہے۔ یہ قانون انسان کو زندگی گذارنے کا طریقہ سکھلاتا ہے اور انسان کی زندگی کے ہر شعبہ میں اس کی پوری رہبری کرتا ہے۔ اب اس قانون میں کمی بیشی کی ذرا گنجائش نہیں اور نہ کوئی شخص اس قانون کو چھوڑ کر حقیقی فلاح پا سکتا ہے۔ بلکہ یہ قانون اسی طرح قیامت تک کیلئے ہے۔ اور قیامت تک باقی رہے گا۔ پس جو شخص خدا اور رسول کے ہر حکم کی تابعداری اور فرماں برداری کرے اور اپنی زندگی اس کے بتلائے ہوئے قانون کے موافق گذارے وہ کامل مسلمان ہے۔

اسلام کا کلمہ پڑھنے اور اس کے مفہوم کو دل سے سچا سمجھنے سے آدمی مسلمان بن جاتا ہے۔ اس کلمہ کے مفہوم اور معنی کا سمجھنا اور اس پر پورا یقین ہونا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اور اسی یقین پر اسلام کا دارومدار ہے جس قدر یہ یقین ہوگا اسی قدر اسلام اور ایمان پختہ اور مضبوط ہوگا۔

اِسلام کا کلمہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ترجمہ:۔ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں۔

اس کلمہ کو کلمۂ "توحید" اور کلمۂ "طیبہ" کہتے ہیں۔

کلمۂ شہادت

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

ترجمہ:۔ اقرار کرتا ہوں میں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں اور اقرار کرتا ہوں میں کہ حضرت محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں

ارکانِ اسلام

اسلام کے پانچ رکن ہیں۔ اوّل کلمۂ شہادت کا دل سے یقین رکھنا اور زبان سے اس کی سچائی کا اقرار کرنا (اس کو ایمان کہتے ہیں) دوسرے نماز پڑھنا تیسرے رمضان شریف کے روزے رکھنا۔ چوتھے زکوٰۃ دینا۔ پانچویں حج کرنا۔ یہ اسلام کے پانچ رکن ہیں جس قدر ان کو مضبوط پکڑو گے اسلام قوی ہوگا۔ اور جس قدر ان میں سستی کرو گے تمھارے اسلام میں اسی کی بقدر کمزوری واقع ہوگی۔

"ایمان"

پہلے یہ بات معلوم ہو چکی کہ اسلام دراصل پروردگارِ عالم کی اطاعت اور فرماں برداری کا نام ہے اور اطاعت اس وقت تک ناممکن ہے جبتک اس بات کا علم اور یقین نہ ہو کہ خدا ایک ہے اور وہ تمام کمالات میں یکتا ہے۔ کوئی اس کا شریک اور مشابہ نہیں اور اس کے بھیجے ہوئے رسول

برحق اور سچے ہیں اور جو کتاب اس نے مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجی وہ برحق اور سچ ہے۔ ایک دن مرنا ہے۔ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی ملے گی اور حساب وکتاب ہو کر اچھے کاموں پر بہترین اجر دیا جائے گا اور بُرے کاموں کی بدترین سزا دی جائے گی۔ جب تک ان باتوں کا علم اور یقین نہ ہوگا اس وقت تک کامل اطاعت مشکل اور دشوار ہے۔ ان ہی باتوں کے علم اور یقین کا نام "ایمان" ہے۔ اور جو شخص ان باتوں کو جانتا ہو اور دل سے ان پر یقین رکھتا ہو اور زبان سے ان کی سچّائی کا اقرار کرتا ہو وہ "مومن" ہے۔ ہر مسلمان کو سات باتوں پر ایمان لانا ان کو دل سے حق اور سچ سمجھنا اور ان کی سچائی کا اقرار کرنا ضروری ہے۔ جن کا ذکر ایمان مفصل میں ہے۔

ایمان مفصّل

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ؕ

ترجمہ:۔ ایمان لایا میں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اس بات پر کہ دنیا میں جو کچھ اچھا بُرا ہوتا ہے وہ حق تعالیٰ کی طرف سے تقدیر کے موافق ہوتا ہے۔ اور اس بات پر کہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہونا ہے۔

ایمان مجمل

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ بِاَسْمَآئِہٖ وَصِفَاتِہٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِہٖ

ترجمہ :۔ ایمان لایا میں اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے اس کے تمام احکام قبول کئے۔

اِسلامی عقائد

توحید دل میں اس بات کا یقین رکھنا کہ صرف اللہ تعالیٰ کی غلامی اور بندگی کی جائے۔ اس کے سوا کوئی غلامی اور بندگی کے لائق نہیں اور زبان سے اس کا اقرار کرنا اس کو "توحید" کہتے ہیں۔

تمام پیغمبروں نے مخلوق کو توحید کی تعلیم دی اور بتلایا کہ خُدا ایک ہے اس جیسا کوئی دوسرا نہیں وہ تمام کمالات میں یکتا اور بے مثل ہے اور ہر عیب اور نقص سے پاک ہے وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ نہ اس کی ابتدا ہے اور نہ انتہا، نہ اس پر عدم (نیستی) طاری ہو سکتا ہے۔ نہ اس کو کسی نے پیدا کیا، بلکہ وہ خود بخود موجود ہے۔ اور ہمیشہ موجود رہے گا اور وہ اپنے کسی کام میں دوسرے کا محتاج نہیں بلکہ خود مختار ہے جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔

خالِق کے متعلق ضروری عقائد (۱) خُدا ایک ہے۔ (۲) وہی عبادت اور بندگی کے لائق ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ (۳) اس کا کوئی شریک نہیں۔ (۴) وہ ہر

بات کو جانتا ہے۔ کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں (۵) وہ بڑی طاقت اور قدرت والا ہے۔ (۶) اس نے زمین و آسمان، چاند، سورج، ستارے، فرشتے انسان، حیوانات، جمادات۔ غرض ہر شئے کو پیدا کیا اور وہی ہر چیز کا مالک ہے (۷) کوئی چیز اس کے قبضہ اور تصرف سے باہر نہیں (۸) تمام مخلوقات کی تندرستی اور بیماری اور زندگی اور موت سب اسی کے حکم سے ہوتی ہے (۹) وہ تمام مخلوقات کو روزی دیتا ہے (۱۰) وہ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ نہ سوتا ہے (۱۱) اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا بلکہ وہ خود بخود ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ (۱۲) نہ اس کا باپ ہے نہ بیٹا نہ بیٹی نہ بیوی نہ کسی سے اس کا رشتہ ناتا وہ ان تمام تعلقات سے پاک ہے۔ (۱۳) سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں (۱۴) وہ بے مثل ہے۔ کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں (۱۵) وہ تمام عیبوں سے پاک ہے (۱۶) وہ مخلوق جیسے ہاتھ پاؤں ناک کان شکل و صورت سے پاک ہے (۱۷) ذرہ ذرہ کا اس کو علم ہے کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں وہ ظاہر و باطن تمام چیزوں کو جانتا ہے۔ (۱۸) اس کے سوا کوئی عالم غیب نہیں (۱۹) وہ جو چاہے کرے کوئی اس کو روکنے والا نہیں (۲۰) وہ سنتا ہے۔ اور دیکھتا ہے اور کلام کرتا ہے لیکن اس کی کسی صفت میں کوئی اسکا شریک نہیں (۲۱) اس نے فرشتوں کو پیدا کیا اور ان کو خاص خاص کاموں پر مقرر فرمایا۔ (۲۲) اس نے اپنی مخلوق کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے رسول بھیجے تاکہ لوگوں کو سیدھا راستہ دکھلائیں اور اچھی باتیں بتلائیں اور بری باتوں سے منع کریں

رسالت اور نبوت

جس شخص کو خدا تعالیٰ مخلوق کی رہبری اور رہنمائی کے لئے مقرر فرمائے اور اس کے ذریعہ مخلوق کے پاس اپنا پیغام بھیجے وہ "رسول" اور "نبی" ہے رسول اور نبی خدا تعالیٰ کے فرماں بردار بندے اور کمالِ انسانیت کا بہترین نمونہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انھیں مخلوق کی ہدایت اور اصلاح کے لئے اور احکام خداوندی کو مخلوق تک پہنچانے کے لئے مقرر فرماتا ہے۔ تاکہ ہر انسان اس نمونہ کے مطابق اپنی زندگی گذارے اور ان کے ذریعہ مخلوق کو ان باتوں کا علم ہو جائے جن سے خداوند کریم خوش یا ناخوش ہوتا ہے اور ترقی اور فلاح و بہبود کا وہ سیدھا راستہ معلوم ہو جائے جس پر چل کر انسان حقیقی کمال حاصل کرتا ہے اور دونوں جہان کی سرخروئی اور شادابی حاصل ہوتی ہے۔

وہ سچے ہوتے ہیں کبھی جھوٹ نہیں بولتے اور کبھی خدا کی نافرمانی نہیں کرتے خدا تعالیٰ کے ہر پیغام کو پورا پورا پہنچاتے ہیں۔ اس میں کمی بیشی نہیں کرتے اور نہ کسی پیغام کو چھپاتے ہیں۔ وہ گناہوں سے پاک ہیں اور خدا تعالیٰ کے حکم سے مخلوق کو معجزے دکھلاتے ہیں۔

نبی اور رسول میں تھوڑا سا فرق ہے اور وہ یہ کہ رسول اس پیغمبر کو کہتے ہیں جس کو نئی شریعت اور کتاب دی گئی ہو اور نبی ہر پیغمبر کو کہتے ہیں چاہے اس کو نئی شریعت اور کتاب دی گئی ہو یا نہ دی گئی ہو بلکہ وہ پہلی شریعت اور کتاب کا تابع ہو۔

مخلوق کی ہدایت اور اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ نے بکثرت نبی اور رسول بھیجے سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر میں تمام نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور رسول بنا کر بھیجا۔ آپ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہ ہوگا۔ ان کے درمیان جس قدر نبی اور رسول آئے سب برحق ہیں جن کی صحیح تعداد خدا تعالیٰ کو معلوم ہے۔ البتہ بعض پیغمبروں کا تذکرہ خدا تعالےٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے۔

مشہور پیغمبروں کے چند نام یہ ہیں۔

حضرت آدم علیہ السّلام	حضرت شیث علیہ السّلام
حضرت ادریس علیہ السّلام	حضرت نوح علیہ السّلام
حضرت ابراہیم علیہ السّلام	حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام
حضرت اسحٰق علیہ السّلام	حضرت یعقوب علیہ السّلام
حضرت یوسف علیہ السّلام	حضرت داؤد علیہ السّلام
حضرت سلیمان علیہ السّلام	حضرت موسیٰ علیہ السّلام
حضرت ہارون علیہ السّلام	حضرت زکریا علیہ السّلام
حضرت یحییٰ علیہ السّلام	حضرت الیاس علیہ السّلام
حضرت یونس علیہ السّلام	حضرت لوط علیہ السّلام
حضرت صالح علیہ السّلام	حضرت ہود علیہ السّلام
حضرت شعیب علیہ السّلام	حضرت عیسیٰ علیہ السّلام

سلسلۂ نبوت کے خاتم سردارِ دوجہاں سیدالمرسلین حضرت محمد مصطفےٰ

احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام نبی اور رسُول ایک ہی دین لے کر آئے اور سب اصولِ دین میں متفق تھے البتہ ہر زمانہ کے رنگ کے موافق فرعی مسائل اور دستور العمل میں اختلاف رہا اور انسانی عقل اور فراست کی ترقی کے موافق احکامِ خداوندی بھی نازل ہوتے رہے جب انسان میں ترقی کی کامل استعداد موجود ہو گئی اور عقل انسانی نے کافی شعور حاصل کر لیا تو اس کے لئے ایسا مکمل دستور العمل تجویز کیا گیا جو قیامت تک بنی نوعِ انسان کی رہبری اور رہنمائی کر سکے اور کائنات کی ایک منتخب اور برگزیدہ ہستی کے ذریعہ اس قانون کو دنیا میں بھیجا۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ اس مکمل قانون کی لفظی تشریح قرآن مجید ہے اور عملی تفسیر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔

سب سے آخری نبی اور رسول حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام پیغمبروں کے سردار اور خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہ ہوگا بلکہ جو آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا، وہ جھوٹا ہوگا۔

آپ کی بعثت کے بعد کوئی شخص آپ پر ایمان لائے بغیر نجات اور فلاح نہیں پا سکتا۔ آپ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور کامل انسان تھے۔ خدا تعالیٰ کے بعد آپ تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔

آپ گناہوں سے معصوم ہیں۔

آپ پر خدا تعالیٰ نے قرآن مجید نازل فرمایا۔

آپ کو شبِ معراج میں خدا تعالیٰ نے آسمان پر بلایا اور جنت و دوزخ وغیرہ کی سیر کرائی۔

آپ نے خدا تعالیٰ کے حکم سے بہت سے معجزے دکھلائے۔ آپ خدا تعالیٰ کی بہت زیادہ عبادت کرتے تھے۔

آپ کے اخلاق و عادات نہایت اعلیٰ درجے کے تھے۔

آپ نے تمام مخلوق کو اچھے اخلاق اور اچھی عادت کی تعلیم دی۔

آپ کو خدا تعالیٰ نے بہت سی گذشتہ اور آئندہ باتوں کا علم عطا فرمایا جن کی آپ نے اپنی امت کو خبر دی۔

آپ کو خدا تعالیٰ نے تمام مخلوق سے زیادہ علم عطا فرمایا لیکن خدا تعالیٰ کی طرح آپ عالم الغیب نہ تھے۔

آپ انسان اور جنات سب کے رسُول ہیں۔

آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام آسمان سے نازل ہو کر آپ کا اتباع کریں گے اور آپ کی اُمّت کی رہبری کریں گے۔

آپ قیامت کے روز خدا تعالیٰ کی اجازت سے گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ اور خدا تعالیٰ آپ کی شفاعت کو قبول فرمائے گا۔

آپ نے جن باتوں کا حکم فرمایا ہے ان پر عمل کرنا اور جن باتوں سے منع فرمایا ہے ان سے باز رہنا اور جن واقعات کی خبر دی ہے ان کو اسی طرح ماننا اور یقین کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

آپ کے ساتھ محبت رکھنا اور آپ کی تعظیم و تکریم کرنا ہر مسلمان کے

ذمہ فرض ہے۔

آپ کے تمام صحابہؓ اور اہلِ بیت اور ازواج مطہرات کے ساتھ محبت رکھنا ان کی عظمت اور بڑائی کو ملحوظ رکھنا ان کے ساتھ حسنِ ظن قائم رکھنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد یکے بعد دیگرے آپ کے چار خلیفہ ہوئے۔

اوّل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو انبیار کرام کے بعد تمام مخلوق سے افضل ہیں۔

دوسرے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

تیسرے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔

چوتھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔

معجزہ اور کرامت

معجزہ کے معنی ہیں عاجز کرنے والی چیز۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کے ہاتھ سے کبھی ایسی خلاف معمول باتیں ظاہر کرا دیتا ہے جن کے کرنے سے دنیا کے اور لوگ عاجز ہوتے ہیں تاکہ لوگ ان باتوں کو دیکھ کر سمجھ لیں کہ یہ خدا کے بھیجے ہوئے پیغام بر ہیں ایسی باتوں کو "معجزہ" کہتے ہیں۔

پیغمبروں نے خدا تعالیٰ کے حکم سے بے شمار معجزے دکھلائے ہیں چند مشہور معجزے یہ ہیں:-

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک لکڑی تھی وہ سانپ بن جایا کرتی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں حق تعالیٰ ایسی چمک پیدا کر دیتا تھا کہ اس کی روشنی آفتاب کی روشنی پر غالب ہو جاتی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریائے نیل کے درمیان خشک راستے بن گئے۔ اور وہ مع اپنے ہمراہیوں کے ان راستوں سے گذر گئے جب فرعون اور اس کا لشکر ان راستوں سے گذرنے لگا تو پانی مل گیا اور تمام لشکر ڈوب گیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ مادرزاد اندھوں کو بینائی دیتے تھے۔ کوڑھیوں کو اچھا کر دیتے تھے۔ مٹی کی چڑیاں بنا کر انھیں زندہ کر کے اڑا دیتے تھے۔ رسولوں کے سرتاج حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت چونکہ قیامت تک کے لئے تھی اس لئے آپکو وہ معجزہ عطا کیا گیا جو قیامت تک باقی رہے۔ وہ معجزہ قرآن مجید ہے جس کی نظیر دنیا بھر میں نہیں۔ ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد گذر چکے لیکن آجتک عربی زبان کے تمام بڑے بڑے عالم فاضل باوجود اپنی پوری جد وجہد کے بھی قرآن کریم کی چھوٹی سے چھوٹی سورت کے مثل بھی نہ بنا سکے اور نہ قیامت تک بنا سکیں گے۔ یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی اور معنوی معجزہ ہے اس کے علاوہ بہت سے حسی اور ظاہری معجزے بھی ہیں جو تاریخ وسیرت کی کتابوں میں مفصل لکھے ہیں۔ "کرامت" یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے ذریعہ کبھی ایسی باتیں ظاہر کر دیتا ہے جو عادت کے خلاف اور مشکل ہوتی ہیں جن کو دوسرے لوگ نہیں کر سکتے۔

معجزہ اور کرامت میں فرق

اگر نبی اور پیغمبر کے ہاتھ سے کوئی خلاف عادت اور مشکل بات دعویٰ نبوت کے ثبوت کے لئے ظاہر ہو تو اس کو "معجزہ" کہتے ہیں۔ اور اگر غیر نبی سے کوئی ایسی بات ظاہر ہو تو وہ "کرامت" ہے بشرطیکہ وہ شخص شریعت کا پابند اور متقی پرہیزگار ہو۔ اور اگر خلافِ شرع بے دین آدمی سے کوئی خلافِ عادت بات ظاہر ہو تو اسے "استدراج" کہتے ہیں ایسے بے دین خلافِ شرع لوگوں کو ولی سمجھنا یا ان کی خلافِ عادت باتوں کو کرامت سمجھنا سخت نادانی ہے۔

آسمانی کتابیں

خدا تعالیٰ نے اپنے بعض پیغمبروں کو صحیفے اور کتابیں عطا فرمائیں جن میں مخلوق کی ہدایت کے لئے احکام بیان فرمائے ان کی صحیح تعداد خدا تعالیٰ کو معلوم ہے ان میں سے چار کتابیں مشہور ہیں۔

اوّل توریت۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

دوسرے زبور۔ جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

تیسرے انجیل۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

چوتھے قرآن مجید جو خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

توریت۔ زبور۔ انجیل۔ ان تینوں کتابوں کا قرآن مجید میں ذکر آیا ہے اس لئے ان پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن یہ کتابیں قرآن مجید کی وجہ سے منسوخ ہو چکیں۔ اب ان پر عمل کرنا جائز نہیں۔ اس کے علاوہ موجودہ توریت

زبور۔ انجیل اپنی اصلی حالت پر نہیں رہیں بلکہ گمراہوں نے ان میں بہت کچھ ردّ و بدل اور تغیر کر دیا جس کی وجہ سے ان کتابوں کی اصلی تعلیمات کا پتہ چلنا دشوار ہی نہیں بلکہ محال ہے اور قرآن مجید جیسا نازل ہوا تھا ویسا ہی اب تک محفوظ ہے۔ اور ہمیشہ محفوظ رہے گا۔ اس میں ایک لفظ بلکہ نقطہ کی بھی کمی بیشی نہیں ہوئی اور نہ آئندہ ہو سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا خود ذمہ لے لیا ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی ایک بات سے بھی انکار کرنا کفر اور بے دینی ہے۔ تمام آسمانی کتابوں سے قرآن مجید افضل و اعلیٰ ہے۔

قرآن کریم کی خصوصیات

قرآن شریف کی بعض خصوصیات یہ ہیں۔

اول یہ کہ قرآن مجید کا ایک ایک لفظ بلکہ ایک ایک حرف اور نقطہ اور حرکات و سکنات محفوظ ہے اس میں ایک نقطہ کی بھی کمی بیشی نہیں ہوئی اور پہلی کتابوں میں گمراہ لوگوں نے بہت تغیر و تبدل کر دیا۔

دوسرے یہ کہ قرآن مجید کی عبارت ایسی اعلیٰ اور سہل ہے کہ آج تک کوئی شخص ایسی عبارت نہیں بنا سکا۔

تیسرے یہ کہ قرآن مجید آخری کتاب ہے جو خدا تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے قانون بنا کر تمام مخلوق کی رہبری کے لئے بھیجا ہے اور دوسری کتابیں ایک خاص زمانہ یا خاص قوم کے لئے تھیں اس لئے ان کے بعض احکام اب منسوخ اور ناقابلِ عمل قرار دیئے جا چکے۔

چوتھے یہ کہ قرآنِ مجید ہزاروں اور لاکھوں مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ ہے اور ہمیشہ محفوظ رہا اور آئندہ بھی محفوظ رہے گا اور دوسری کتابوں کے اصل صحیح اور مستند نسخوں کا بھی پتہ نہیں۔

پانچویں یہ کہ قرآنِ مجید کے تمام احکام ایسے معتدل اور سہل ہیں کہ ہر زمانہ اور ہر قوم کے مناسب ہیں۔ دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں کہ وہ قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنے سے عاجز اور قاصر ہو۔ چونکہ قرآن مجید کے احکام ہر زمانہ اور ہر قوم کے مناسب ہیں۔ اس لئے اب کسی دوسری شریعت اور آسمانی کتاب کی حاجت نہیں رہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت قیامت تک آنے والی تمام مخلوق کے لئے عام کر دی گئی۔

فرشتے

فرشتے خدا تعالیٰ کی ایک نورانی اور لطیف مخلوق ہیں۔ جو اپنی لطافت کی وجہ سے ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ نہ مرد ہیں نہ عورت۔ ان میں انسانوں کی طرح نسل اور پیدائش کا سلسلہ نہیں۔ نفسانی خواہشات سے بری اور گناہوں سے پاک ہیں۔ جن کاموں پر خدا تعالیٰ نے ان کو مقرر فرمایا ہے۔ ان میں لگے رہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے عالم کے بہت سے کام ان کے سپرد فرما رکھے ہیں۔ جن کو وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے پورا کرتے ہیں۔

فرشتے بہت ہیں ان کی صحیح تعداد خدا تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ ان میں مقرب اور مشہور چار فرشتے ہیں۔

اول حضرت جبرئیل علیہ السلام جو خدا تعالیٰ کے احکام پیغمبروں کے پاس لاتے تھے۔

دوسرے حضرت اسرافیل علیہ السلام جو قیامت میں صور پھونکیں گے۔

تیسرے حضرت میکائیل علیہ السلام جو بارش کا انتظام کرتے اور مخلوق کو رزق پہنچانے کے کام پر مقرر ہیں۔

چوتھے حضرت عزرائیل علیہ السّلام جو مخلوق کی جان نکالنے پر مقرر ہیں۔

ان کے علاوہ ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے رہتے ہیں۔ ایک اس کے نیک کام لکھتا ہے اور دوسرا بُرے کام لکھتا ہے۔ ان دو فرشتوں کو "کراماً کاتبین" کہتے ہیں۔

تقدیر

ہر اچھی اور بُری بات جس کا دنیا میں وجود ہے یا آئندہ وجود ہوگا حق تعالیٰ کا علم ذاتی اس کو شامل اور محیط ہے اور ہر کام حق تعالیٰ کے اس علم اور اندازہ کے موافق ہوتا ہے کوئی کام اس علم اور اندازۂ خداوندی کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ اسی کو "تقدیر" کہتے ہیں۔ البتہ بندہ کو کچھ اختیار ملا ہوا ہے جو کچھ کرتا ہے اس اختیار کی بنا پر کرتا ہے جس کی وجہ سے باز پرس کا مستحق اور سزاوار ہے پس بندہ نہ بالکل مجبور ہے نہ پورا مختار۔

"تقدیر" پر ایمان لانا نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ بغیر اس کے ایمان کامل نہیں ہوتا۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کوئی بندہ مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ تقدیر پر ایمان نہ لائے۔

قیامت کا دن جب اس دنیا کی عمر ختم ہو جائے گی تو حضرت

اسرافیل علیہ السلام خدا تعالیٰ کے حکم سے صُور پھونکیں گے اس کی آواز اسقدر ڈراؤنی اور وحشت ناک ہوگی کہ اس کے اثر سے تمام انسان اور حیوانات مرجائیں گے اور تمام دنیا فنا ہو جائے گی۔ پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح ہوا میں اُڑتے پھریں گے اور چاند۔ سورج اور تارے سب ٹوٹ کر گر پڑیں گے۔ غرض ہر چیز ٹوٹ پھوٹ کر نیست و نابود ہو جائے گی۔ اس ہولناک دن کو "قیامت" کہتے ہیں۔ قیامت آنیوالی ہے لیکن اس کا ٹھیک وقت خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ البتہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی کچھ نشانیاں تبلائی ہیں ان نشانیوں کو دیکھ کر قیامت کا قریب آجانا معلوم ہو سکتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب دنیا میں گناہوں کی کثرت ہو جائے اور لوگ اپنے ماں باپ کی نافرمانی اور ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے لگیں۔ اور امانت میں خیانت ہونے لگے اور گانے بجانے ناچ رنگ کی زیادتی ہو جائے اور پچھلے لوگ اپنے بزرگوں کو بُرا کہنے لگیں، اور کم علم اور ناواقف لوگ پیشوا اور مقتدار بن جائیں اور کم درجہ کے لوگ بڑی بڑی اونچی اونچی عمارتیں بنانے لگیں اور ناقابل نااہل لوگوں کو بڑے بڑے عہدے اور منصب مل جائیں تو سمجھ لو کہ قیامت قریب آگئی۔

حشر کا دِن

قیامت میں ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ پھر حضرت اسرافیل علیہ السّلام

حق تعالیٰ کے حکم سے دوبارہ صور پھونکیں گے تو سب مخلوق دوبارہ زندہ ہو جائے گی۔ اور خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگی اور ذرہ ذرہ کا حساب لیا جائیگا۔ اور اچھے برُے کاموں کا بدلہ دیا جائے گا۔ بد اعمال اپنی بداعمالیوں کی سزا پائیں گے اور نیک عمل کرنے والے ثواب حاصل کریں گے۔ مومنوں کو ہمیشہ کے لئے جنّت میں بھیج دیا جائے گا جہاں ہر راحت کا سامان موجود ہوگا اور کافروں کو ہمیشہ کے لئے جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا جہاں ہر قسم کی تکلیف ان کو دی جائے گی اس دن کو حشر کا دن اور اس جگہ کو میدانِ حشر کہتے ہیں۔

حشر کا دن دنیا کے حساب سے پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ یہ دن بڑا ہی سخت دن ہوگا۔ ہر شخص پریشان اور حیران ہوگا۔ بجز ان لوگوں کے جنہوں نے خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری کی کہ وہ اس کٹھن وقت کو بھی راحت و آرام سے گذاریں گے۔

مُعاملاتِ قبر

قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ آدمی کے دفن ہونے کے بعد دو فرشتے (منکر۔ نکیر) اس کے پاس آتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے؟ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہہ دکھلا کر دریافت کرتے ہیں کہ اس مقدس ہستی کے بارے میں تیرا کیا اعتقاد ہے؟ جو شخص خدا اور رسول کا مطیع اور فرماں بردار ہوتا ہے وہ صحیح جواب

دیتا ہے اور فرشتے اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں اور اس کے لئے راحت کا سامان مہیا کرتے ہیں اور جو شخص خدا اور رسول کا منکر اور نافرمان ہوتا ہے وہ اپنی بے خبری ظاہر کرتا ہے۔ فرشتے اس کے ساتھ سخت معاملہ کرتے ہیں۔ اور اس کو سخت ترین تکلیفوں میں مبتلا کرتے ہیں۔ اسی کو عذاب و ثواب قبر کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے"۔ یعنی مرنے والا خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری کرنے والا ہوتا ہے تو قبر اس کے لئے جنت کے باغوں کی طرح خوشنما خوش وضع راحت کی جگہ ہوتی ہے اور اگر مرنے والا کافر نافرمان ہوتا ہے تو قبر اس کیلئے دوزخ کا نمونہ بنا دی جاتی ہے۔

معصیت اور گناہوں کا بیان

"معصیت" کے لفظی معنی نافرمانی کرنا۔ حکم عدولی کرنا۔ خدا تعالیٰ کے کسی حکم کے خلاف کرنا معصیت اور گناہ کہلاتا ہے۔

ہر بادشاہ اپنی سلطنت میں اپنی رعایا کے لئے ایک قانون مقرر کرتا ہے جس سے مقصد رعایا کی فلاح و بہبود اور سلطنت کے نظم کا بقا ہوتا ہے۔ اس قانون کی پابندی رعایا کے ہر فرد پر ضروری ہوتی ہے جو شخص اس قانون کے خلاف کرتا ہے وہ سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ اور جو شخص اس بادشاہ کی بادشاہت کو تسلیم نہیں کرتا اور اس کے بنائے ہوئے قانون

کو نہیں مانتا وہ اس بادشاہ سے باغی شمار ہوتا ہے۔ جو سب سے بڑا جرم ہے اور اس جرم کی سزا جو بھی دی جائے کم ہے، یہ دنیا کے بادشاہوں کا حال ہے جو ہماری طرح انسان ہیں اور مجبور و ناچار ہیں اور اپنی ضروریات کو پورا کرنے میں رعایا کے محتاج ہیں پھر وہ خداوند عالم جو کائنات کی ہر چیز کا مالک ہے اور مستغنی اور بے نیاز ہے اور ہر شے اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اسی نے ہر شے کو پیدا کیا ہے اور اسی کے ساتھ ہر شے کی بقا ہے۔ اسی نے انسان اور حیوانات کو حیات بخشی اور اسی نے سامانِ زندگی عطا فرمائے تو ساری کائنات اور کل مخلوق اصل میں اس مالک اور خالق کی رعایا ہے اور اس مالک الملک نے اپنی رعایا کی فلاح و بہبود، اور ترقی اور عروج کے لئے اور دنیا کو شر و فساد سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک قانون مقرر کیا جس کی پابندی رعایا کے ہر فرد پر ضروری اور لازمی ہے جو شخص اس قانون کے خلاف کرتا ہے وہ سخت سزا کا مستحق ہوتا ہے اس لئے کہ اس نے اپنے پروردگار کے قانون کو توڑا ہے اور جو شخص سرکشی کی وجہ سے اس مالکِ حقیقی سے پھر جائے اور اس کے قانون کو تسلیم نہ کرے اس کے لئے تو پھر سزا ہی سزا ہے اور اس کا یہ انکار کمال درجہ کی بغاوت اور سرکشی ہے اس لئے اس کو جو کچھ بھی سزا دی جائے وہ اس سے بہت زیادہ سزا کا مستحق اور سزا وار ہے۔

اب جو شخص خداوند عالم کو مانتا ہے اور اس کے قانون کو تسلیم کرتا ہے لیکن غفلت اور لاپرواہی سے بعض دفعہ اس کے قانون کے خلاف

کرلیتا ہے یہ شخص مومن ضرور ہے لیکن عاصی اور گنہگار ہے اس کو سزا کے طور پر کچھ مدت جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا پھر سزا بھگت کر ہمیشہ کے لیے جنت میں چلا جائے گا۔ اور رحمتِ خداوندی سے یہ بھی کچھ بعید نہیں کہ اس کی سزا کو معاف کر دیا جائے۔ اور جو شخص خدا سے بالکل منحرف ہے یا اس کی خدائی میں کسی کو شریک گردانتا ہے اور اس کے قانون کو تسلیم نہیں کرتا وہ کافر۔ اور مشرک ہے اس کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عذابِ جہنم کی سزا ہے اور کبھی اس کو عذاب سے چھٹکارا نہیں۔ کفر اور شرک سب سے بڑا گناہ اور بد ترین جرم ہے۔ کفر اور شرک کے بعد سب سے بد تر گناہ بدعت ہے۔ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ جس بات کا خدا اور رسول نے تمہیں حکم نہیں دیا۔ تم اپنی طرف سے اس کو خدا کا حکم تبلاؤ اور عبادت کا ذریعہ بناؤ اور خدا کے حکم کی طرح اس پر عمل کرو یہ چونکہ شریعت میں ترمیم ہے اور اپنی جانب سے افترا ہے اس لئے بہت بڑا سنگین جرم ہے۔

یہ بات خوب ذہن نشین کرلینی چاہیئے کہ کوئی گناہ چھوٹا نہیں خدا اور رسول کے ہر حکم کی نافرمانی بد ترین جرم ہے۔ البتہ ان میں سے بعض گناہ ایسے ہیں جن سے بار بار تاکید کے ساتھ روکا گیا اور ان کے متعلق سخت وعید نازل ہوئی ان کو "گناہ کبیرہ" کہتے ہیں۔ اور بعض گناہ ایسے ہیں جن کی ممانعت زیادہ سخت انداز میں وارد نہیں ہوئی ان کو گناہِ "صغیرہ" کہتے ہیں۔ یہ سمجھانے کے لئے فرق کر دیا گیا ہے ورنہ خداوند کریم کا ہر حکم بڑا ہے اور اس کا بجا لانا ضروری ہے۔ اور اس کے خلاف کرنا سخت گناہ اور موجبِ عتاب و

سرزنش ہے لیکن خداوند عالم چونکہ بڑے لطف وکرم اور رحمت وشفقت والا ہے اس لئے وہ اپنے بندوں کو ان کے بُرے اعمال کی وجہ سے فوراً سزا نہیں دیتا بلکہ انہیں مہلت دے رکھی ہے کہ شاید وہ اپنے بُرے کاموں سے باز آ جائیں اور ندامت کے ساتھ توبہ کر کے خدا کے مطیع اور فرمانبردار بن جائیں۔

توبہ کا بیان

خطا اور قصور پر ندامت اور شرمندگی کا اظہار کرنا اور دل میں پختہ عہد کرنا کہ آئندہ ایسا نہ کروں گا یہ توبہ کی حقیقت ہے اور یہ بڑی نعمت ہے۔

جب بندہ شرمندہ ہو کر اپنے مولا سے اپنے قصور کی معافی چاہتا ہے تو خداوند کریم کو یہ عاجزی اور انکساری بہت پسند آتی ہے۔ اور اپنے لطف و کرم سے اس قصور کو معاف فرما دیتے ہیں۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کوئی شخص اپنے تمام سامان کے ساتھ کسی بیابان میں ہو اور وہاں اس کی سواری مع تمام سامان کے گم ہو جائے اور وہ شخص اس کی تلاش میں تھک کر عاجز ہو جائے اور اپنی موت و ہلاکت کا یقین کرے ایسی حالت میں سواری اور سامان کے ملنے سے جس قدر خوشی اس شخص کو حاصل ہوتی ہے اس سے بہت زائد خوشی حق تعالیٰ کو اس وقت ہوتی ہے جب اس کا بندہ اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے۔ اور اپنے قصور کی معافی چاہتا ہے۔

ہر گناہ چھوٹا ہو یا بڑا توبہ کرنے سے معاف ہو جاتا ہے حتیٰ کہ کفر اور شرک

جو سب سے بڑا گناہ اور سخت جرم ہے وہ بھی توبہ کرنے اور اسلام لانے سے معاف ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا اپنے بندوں پر بہت بڑا احسان ہے کہ ہر وقت ہر شخص کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے اور اس دروازہ سے کوئی شخص محروم اور ناکام نہیں ہوتا۔ ہر بندہ ہر حال میں قصور وار اور خطا کار ہے پس انسان کو چاہیئے کہ ہر وقت نادم و شرمسار رہے اور توبہ و استغفار کرتا رہے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "تم سب خطا کار ہو اور بہترین خطا کار وہ ہے جو توبہ کرتا رہے۔

کتاب و سنّت کا اتباع

پہلے معلوم ہو چکا کہ مسلمان وہ ہے جو خدا اور اس کے رسول کا مطیع اور فرماں بردار ہو اور خدا اور رسول کی اطاعت کوئی دو شے نہیں بلکہ ایک ہے، جو کچھ خدا نے حکم فرمایا وہ رسول اللہ کے ذریعہ ہمیں معلوم ہوا اور جو کچھ رسول نے ہمیں بتلایا وہ بھی خدا کے حکم اور فرمان سے بتلایا رسولِ خدا خود کچھ نہ بتلاتے تھے جو کچھ فرماتے خدا کے حکم سے فرماتے۔ اب ہمارے پاس عمل کرنے کے لئے صرف دو چیزیں رہ گئیں ایک خداوند کریم کے وہ احکام جو اس نے اپنی کتاب میں نازل فرمائے اس کو "کتاب اللہ" کہتے ہیں۔

دوسرے وہ احکام جو رسول کریمؐ نے اپنے قول یا عمل سے بتلائے ان کو "سنّت رسول" اور "حدیث رسول" کہتے ہیں اور ان دونوں کا اتباع اور پیروی ہمارے لئے ضروری ہے اور اسی میں ہماری فلاح و بہبود ہے

اور یہی ہماری ترقی اور عروج کا سیدھا راستہ ہے جب تک ہم اس راستہ پر قائم رہیں گے فائز اور کامیاب ہوں گے اور جب اس راستہ کو چھوڑ دیں گے ذلیل وخوار ہوں گے تو ہر مسلمان کے لئے ضروری ہوا کہ ہر بات میں خدا اور رسول کا حکم معلوم کر کے اس کے مطابق عمل کرے لیکن ہر شخص میں اتنی قابلیت اور صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ ہر بات کا حکم قرآن کریم اور حدیث شریف سے معلوم کر سکے اس کے لئے بہت زیادہ علم اور بہت زیادہ وسیع مطالعہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ جب تک پورے قرآن مجید اور تمام احادیث پر عبور نہ ہو اس وقت تک صحیح بات کا علم ہونا دشوار ہے اور اپنی ناواقفیت کی وجہ سے غلطی اور گمراہی میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے اس لئے علمار امت نے اپنی عمروں کو کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کے پڑھنے پڑھانے اور سیکھنے سکھانے میں صرف کیا اور بڑی محنت وجانفشانی اور دیانت اور راستبازی کے ساتھ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے مسائل اخذ کر کے ایک جگہ جمع کر دیا تاکہ لوگوں کو عمل کرنے میں سہولت اور آسانی ہو اس کو علم فقہ کہتے ہیں۔ چونکہ ہمیں ان علمار کی دیانت اور امانت اور تقویٰ اور پرہیزگاری پر پورا بھروسہ اور اعتماد ہے اس لئے جب ہم ان کے بتلائے ہوئے کسی مسئلہ پر عمل کریں گے تو یہ بھی حقیقت میں کتاب وسنت کا اتباع ہے اور علمار محض ذریعہ ہیں جن کے واسطے سے ہمیں خدا اور رسول کے یہ احکام معلوم ہوئے۔

ان علمار کرام میں چار ائمہ مشہور ومعروف ہیں۔

اول امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ ان کا اتباع کرنے والوں کو "حنفی" کہتے ہیں۔

دوسرے امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ: ان کا اتباع کرنیوالوں کو "مالکی" کہتے ہیں۔

تیسرے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ: ان کا اتباع کرنے والوں کو "حنبلی" کہتے ہیں۔

چوتھے امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ: ان کا اتباع کرنے والوں کو "شافعی" کہتے ہیں۔

ان چاروں اماموں کے اقوال کو ان کے شاگردوں اور بعد میں آنے والے علماء نے نہایت احتیاط اور راستبازی اور جانفشانی کیساتھ جمع کیا۔ اور محفوظ رکھا اس لئے ان چاروں اماموں میں سے کسی ایک کا اتباع ضروری ہے۔ بغیر اس کے لغزش اور گمراہی کا اندیشہ ہے۔ ان کے علاوہ چونکہ دیگر ائمہ کے اقوال باقاعدہ مدون اور محفوظ نہیں اس لئے ان کا اتباع دشوار ہے۔

اِسلام کا دوسرا رکن

نماز

نماز خدا تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کا ایک خاص طریقہ ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنے سچے رسول کے ذریعہ اپنی مخلوق کو تبلایا اور اظہار بندگی کا ایسا عمدہ طریقہ ہے جس کی ہر ہر ادا سے اپنے مولا کی تعظیم و تکریم ظاہر ہوتی ہے اور اپنی بندگی اور غلامی کا اظہار ہوتا ہے۔

اظہار تعظیم کے مختلف طریقے ہوتے ہیں کبھی اپنے آقا کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں اور کبھی سرنگوں ہوتے ہیں اور کبھی آقا کے قدموں پر سر رکھتے ہیں کبھی اپنے آقا کی تعریف کی جاتی ہے اور کبھی اپنی غلامی اور عاجزی کا اعتراف کیا جاتا ہے۔ کبھی گڑگڑا کر اپنا قصور معاف کرایا جاتا ہے اور نظرِ رحم و کرم کی درخواست کی جاتی ہے اور آئندہ کے لئے وفاداری اور فرماں برداری کا عہد کیا جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ سب باتیں اور یہ سب طریقے نماز میں موجود ہیں اور ایسی خوش اسلوبی کے ساتھ موجود ہیں کہ اس سے بہتر بندگی کا طریقہ انسان کی عقل میں نہیں آسکتا۔ یہ طریقۂ بندگی ہر شخص کے لئے مفید اور نافع ہے اور ہر

کدورت اور پریشانی کے لئے تریاق ہے۔

نماز مومن کے لئے بمنزلہ معراج ہے اس لئے کہ اس ذریعہ سے اس کو اپنے مولا کے سامنے پیشی کا موقع ملتا ہے۔ اور اپنے مولا سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ جب دل میں نماز گھر کر لیتی ہے اور نماز کے ساتھ لگاؤ اور تعلق پیدا ہو جاتا ہے' تو دل سے گناہوں کی تاریکی دُور ہو جاتی ہے۔ اور دل خدا کی معرفت کے نور سے روشن ہو جاتا ہے' پھر خود بخود انسان کو بری باتوں اور گناہ کے کاموں سے نفرت ہو جاتی ہے اور اچھے کام کرنے کا شوق دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے" نماز دین کا ستون ہے" جس شخص نے نماز کو قائم رکھا اس نے تمام دین کو قائم رکھا اور جس شخص نے نماز کو ضائع کیا اس نے تمام دین کو ضائع کیا۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے" مومن اور کافر کے درمیان صرف نماز کا فرق ہے۔ یعنی کفر اور ایمان میں ظاہری فرق یہ ہے کہ مومن نماز پڑھتا ہے۔ اور کافر نماز نہیں پڑھتا پس جس مسلمان نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے مومن کی امتیازی چیز کو چھوڑ کر کافر کی خصلت کو اختیار کر لیا ہے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا سوال ہو گا اگر وہ قبول ہو گئی تو دوسرے اعمالِ حسنہ کا بدلہ دیا جائے گا ورنہ سب کو رد کر دیا جائے گا۔

نماز کے ظاہری فائدے

نماز کو صرف اس لئے پڑھنا چاہیئے کہ یہ حق تعالیٰ کا اہم فریضہ ہے جس کو ادا

کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ اس کی ادائیگی سے ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہوں گے۔ اور حق تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا حاصل ہوگی۔ اگر انسان قدر کرے تو خداوند عالم کی تھوڑی سی رضا سب سے بڑی نعمت ہے۔

اس فریضہ کے مقرر کرنے میں حق تعالیٰ کی اپنی کوئی غرض وابستہ نہیں وہ بالکل بے نیاز ہے اس میں بھی ہمارے ہی دینی اور دنیاوی بے شمار فائدے ہیں۔ جن کا معلوم کرنا دشوار ہے نمونہ کے طور پر نماز کے چند دنیوی فائدے بیان کئے جاتے ہیں۔ آخرت میں جو نعمتیں ملیں گی ان کا تو شمار اور اندازہ ہی نہیں ہو سکتا ہے۔

(۱) نماز سے انسان کو جسم اور لباس پاک وصاف رکھنے کی عادت پڑتی ہے۔ (۲) منہ ناک کان دانت اور ہاتھ پاؤں جہاں گرد وغبار پڑنے اور جراثیم پیدا ہونے کی وجہ سے صحت خراب ہوتی ہے۔ نماز کی وجہ سے یہ اعضا بار بار دھلتے اور صاف ہوتے رہتے ہیں جس سے صحت اچھی رہتی ہے اور طبیعت کو فرحت ہوتی ہے۔ (۳) نماز ایک نرم قسم کی اچھی ورزش ہے جس سے سُستی اور کاہلی دور ہوتی ہے۔ (۴) نماز سے اوقات کی پابندی کی عادت ہوتی ہے اور ہر کام کو مستعدی کے ساتھ وقت مقررہ پر انجام دینے کا سبق ملتا ہے۔ (۵) نماز سے آپس میں محبت اور اتفاق پیدا ہوتا ہے جو مختلف طبقے کے لوگوں کو ایک جگہ جمع کرتی ہے۔ جس سے ہر ایک کو دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونے کا موقع ملتا ہے۔ (۶) نماز سے امیر اور غریب کا فرق مٹتا ہے اور سب ایک دوسرے کے ساتھ مساویانہ طریقہ سے مل کر

اپنے مولا کی عبادت کرتے ہیں۔ اس دربار میں آکر بادشاہ اور فقیر کی ایک حیثیت ہو جاتی ہے۔ (۷) نماز امیر کی اطاعت کا سبق پڑھاتی ہے اور قوم کی تنظیم اور اجتماعی شان پیدا کرتی ہے۔ (۸) نماز برائیوں اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے اور انسان میں اچھی عادتیں اور عمدہ خصلتیں پیدا کرتی ہے۔ (۹) نماز سے اپنے کیے ہوئے بُرے کاموں اور بے حیائی کی باتوں پر ندامت اور شرمندگی حاصل ہوتی ہے۔ اور آئندہ کو نیک کاموں کے کرنے کی رغبت اور شوق پیدا ہوتا ہے۔ (۱۰) نماز سے اپنے مولا اور پروردگار کے ساتھ رابطہ اور تعلق پیدا ہوتا ہے اور خداوند عالم کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور بارگاہِ خداوندی سے قرب اور ہم کلامی کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

نماز کی فضیلت اور تاکید

جیسا کہ انسان بغیر پانی اور ہوا کے کسی طرح زندہ نہیں رہ سکتا بالکل اسی طرح حقیقی اسلام اور ایمان بغیر نماز کے قائم نہیں رہ سکتے۔ اسی لئے خداوند کریم نے ہر حال میں ہر مسلمان کو نماز کا حکم دیا اور بار بار نماز پڑھنے کی تاکید کی تاکہ اس کے ذریعہ سے ایمان اور اسلام میں رونق اور تازگی اور شگفتگی پیدا ہوتی رہے۔

نماز کی فضیلت اور تاکید قرآن کریم میں جگہ جگہ مختلف عنوانات سے بیان فرمائی ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار ارشادات نماز کے متعلق وارد ہیں جن میں سے چند احادیث "رسالہ فضائلِ نماز" سے نقل

کی جاتی ہیں۔

حضور اقدس نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

(۱) اللہ جل شانہٗ نے میری امت پر سب سے پہلے نماز فرض کی اور قیامت میں سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا۔

(۲) آدمی اور شرک کے درمیان نماز حائل اور مانع ہے۔

(۳) اسلام کی علامت نماز ہے جو شخص فراغ قلب اور یکسوئی کے ساتھ آداب اور شرائط کی پابندی کرتے ہوئے نماز کو ادا کرے وہ مومن ہے۔

(۴) حق تعالیٰ شانہٗ نے کوئی چیز ایمان اور نماز سے بہتر اپنے بندوں پر مقرر نہیں کی اگر اس سے بہتر کوئی چیز ہوتی تو فرشتوں کو ضرور اس کا حکم دیا جاتا۔ فرشتے ہر وقت کچھ رکوع میں رہتے ہیں کچھ سجدے میں۔

(۵) نماز دین کا ستون ہے۔

(۶) نماز مومن کا نور ہے۔

(۷) نماز بہترین جہاد ہے۔

(۸) جب انسان نماز شروع کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ کی کامل توجہ اس کی طرف ہوتی ہے۔ اور جب وہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو وہ کامل توجہ جاتی رہتی ہے۔

(۹) جب کوئی بلا آسمان سے نازل ہوتی ہے تو مسجد کو آباد رکھنے والوں سے دُور رہتی ہے۔

(۱۰) سب سے زیادہ پسندیدہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ نماز ہے

جو وقت پر ادا کی جائے۔

(۱۱) اللہ جلّ شانہٗ کو آدمی کی ساری حالتوں میں سب سے زیادہ یہ پسند ہے کہ اس کو سجدہ کی حالت میں دیکھیں کہ اپنی پیشانی کو زمین سے رگڑ رہا ہو۔

(۱۲) اللہ جلّ شانہٗ کے ساتھ سب سے زیادہ قرب اور نزدیکی سجدہ کی حالت میں حاصل ہوتا ہے۔

(۱۳) جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور خالق اور بندے کے درمیان پردے ہٹ جاتے ہیں جب تک کہ کھانسی وغیرہ فضول کام میں مشغول نہ ہو۔

(۱۴) نمازی شہنشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جب دروازہ بار بار کھٹکھٹایا جاتا ہے تو کھول دیا جاتا ہے۔

(۱۵) نماز دل کا نور ہے جو شخص اپنے دل کو نورانی بنانا چاہے بنالے۔

(۱۶) جو شخص پانچوں نمازوں کا اہتمام رکھتا ہو اور رکوع اور سجدہ اور وضو کو اچھی طرح ادا کرتا ہو جنت اس کے لئے واجب ہو جاتی ہے اور دوزخ اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

(۱۷) مسلمان جب تک پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتا رہتا ہے شیطان اس سے ڈرتا رہتا ہے اور جب وہ نمازوں میں کوتاہی کرنے لگتا ہے تو شیطان کو اس پر جرأت ہو جاتی ہے اور اس کو بہکانے کی فکر کرنے لگتا ہے۔

(۱۸) جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو رحمتِ خداوندی اس کی

طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔

(۱۹) حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔" میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اپنے لئے اس کا عہد کر لیا ہے کہ جو شخص نمازوں کی وقت کے اندر حفاظت رکھے گا اس کو اپنی ذمہ داری پر جنت میں داخل کروں گا اور جو شخص ان نمازوں کی حفاظت نہ کرے گا اس کے لئے مجھ پر کوئی ذمہ داری نہیں (۲۰) جو شخص کامل وضو کرے پھر فرض نماز کے لئے کھڑا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کے اس دن کے وہ تمام گناہ جن کی طرف قدموں نے رہبری کی ہو اور ہاتھوں سے صادر ہوئے ہوں اور کانوں سے سنے ہوں اور آنکھوں سے دیکھے ہوں اور دل میں برے خطرات گذرے ہوں معاف فرما دیتے ہیں۔

(۲۱) پانچوں نمازوں کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص کے دروازے کے سامنے ایک گہری نہر کا پانی جاری ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ مرتبہ غسل کرے۔

نماز چھوڑنے کی سزا

نماز خداوند عالم کا ایک اہم فریضہ ہے۔ اس لئے اس کو چھوڑنے کی بہت سخت سزا ہے۔ اور جو مسلمان نماز کو غفلت اور لاپرواہی سے ادا کرتے ہیں ان کے لئے سراسر ہلاکت اور بربادی ہے دنیا کا بھی نقصان ہے اور آخرت کا بھی خسارہ ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے جو شخص نماز کی حفاظت کرتا ہے حق تعالیٰ پانچ

طرح سے اس کا اکرام فرماتے ہیں۔

(۱) اس پر سے رزق کی تنگی دور کردی جاتی ہے۔

(۲) عذابِ قبر ہٹا دیا جاتا ہے۔

(۳) قیامت کے روز اس کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جاتا ہے۔

(اور جن لوگوں کے نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں ہوں وہ نہایت خوش و خرم ہونگے)

(۴) پل صراط پر سے بجلی کی طرح گذر جاتا ہے۔

(۵) بغیر حساب کتاب کی سختی کے جنت میں داخل ہوتا ہے۔

اور جو شخص نماز میں سستی کرتا ہے اس کو چند طریقے سے سزا دی جاتی ہے پانچ طرح دنیا میں اور تین طرح سے موت کے وقت اور تین طرح سے قبر میں اور تین طرح قبر سے اٹھنے کے بعد۔

دنیا کی پانچ سزائیں یہ ہیں:۔

(۱) اس کی زندگی سے برکت اور راحت ہٹا دی جاتی ہے۔

(۲) چہرے سے نیک بختی کے آثار مٹا دیئے جاتے ہیں۔

(۳) جو کچھ نیک کام کرتا ہے حق تعالیٰ اس پر اجر و ثواب نہیں دیتے۔

(۴) اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

(۵) مقبول بندوں کی دعا میں اس کو شریک نہیں کیا جاتا۔

موت کے وقت کی تین سزائیں یہ ہیں:۔

(۱) ذلت اور رسوائی کے ساتھ مرتا ہے۔

(۲) بھوک کی حالت میں مرتا ہے۔

(۳) موت کے وقت پیاس کی شدت اس قدر ہوتی ہے کہ تمام دریا بھی اس کو پلا دیئے جائیں تو تسکین نہ ہو۔

قبر کی تین سزائیں یہ ہیں:۔

(۱) قبر اس قدر تنگ ہو جاتی ہے کہ پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔

(۲) قبر میں آگ جلادی جاتی ہے جس پر ہر وقت کروٹیں بدلتا رہتا ہے۔

(۳) ایک سانپ اس پر مسلط کر دیا جاتا ہے۔ جس کا نام "شجاع اقرع" ہے جس کی آنکھیں آگ کی ہوتی ہیں اور ناخن لوہے کے اتنے لانبے کہ ایک دن پورا چل کر ان کے ختم تک پہنچا جائے۔ اس کی آواز بجلی کی کڑک کی طرح ہوتی ہے وہ کہتا ہے مجھے میرے رب نے تجھ پر مسلط کیا ہے کہ تجھے صبح کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے آفتاب نکلنے تک مارے جاؤں اور ظہر کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے عصر تک مارے جاؤں۔ اور عصر کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے غروب آفتاب تک اور مغرب کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے عشار تک اور عشار کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے صبح تک تجھ کو مارتا رہوں۔ جب وہ سانپ ایک مرتبہ مارتا ہے تو مُردہ ستر ہاتھ زمین میں دھنس جاتا ہے۔ اسی طرح قیامت تک اس کو بھی عذاب ہوتا رہے گا۔

قبر سے نکلنے کے بعد کی تین سزائیں یہ ہیں:۔

(۱) حساب کتاب کی سختی کی جائے گی۔

(۲) حق تعالیٰ شانہ، کا اس پر غضب ہو گا۔

(۳) اس کو جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے جس شخص نے نماز کا اصلی وقت گذار کر نماز کو قضا پڑھا تو اس تاخیر کی وجہ سے ایک حقب کی مقدار جہنم میں ڈالا جائے گا اور حقب کی مقدار اسّی برس کی ہوتی ہے۔ اور ایک برس تین سو ساٹھ دن کا اور قیامت کا ایک دن ایک ہزار برس کے برابر ہوگا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز چھوڑنا آدمی کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے مومن بندہ کو کفر سے ملانیوالی چیز صرف نماز کا چھوڑنا ہے"۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے۔ ایمان اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔

نماز کی قسمیں

نماز چند قسم کی ہوتی ہے۔ فرض، واجب، سنت، نفل۔

فرض اس کو کہتے ہیں جو قطعی دلیل سے ثابت ہو اور اس کے ثبوت میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو جو چیز فرض ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اور بلا عذرِ شرعی چھوڑنے والا فاسق ہوتا ہے۔ اور عذاب کا مستحق ہوتا ہے۔

واجب وہ ہے جو ظنی دلیل سے ثابت ہو اس کا انکار کرنے والا کافر

نہیں ہوتا البتہ بلا عذر شرعی کے چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہوتا ہے
سنت وہ ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا
ہو یا کرنے کا حکم فرمایا ہو۔
سنت کی دو قسمیں ہیں:۔ **سنت موکدہ۔ سنت غیر موکدہ۔**
سنت موکدہ وہ ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا
ہو یا کرنے کا حکم دیا ہو ایسی سنتوں کو بلا عذر چھوڑنا گناہ ہے۔
سنت غیر موکدہ وہ ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر کیا ہو
لیکن کبھی کبھی بلا عذر چھوڑ دیا ہو ان سنتوں کو ادا کرنے میں نفل سے زیادہ
ثواب ہے اور چھوڑنے میں گناہ نہیں۔
نفل وہ ہے جس کی فضیلت شریعت میں ثابت ہو اس کو کرنے میں
ثواب ہو اور چھوڑنے میں عذاب نہ ہو اس کو مستحب اور مندوب بھی کہتے ہیں

نماز صحیح ہونے کی شرطیں

نماز صحیح ہونے کے لئے چند شرطیں ہیں۔
(۱) باوضو ہونا۔ (۲) جنابت اور حیض و نفاس سے پاک ہونا۔
(۳) جسم اور کپڑے کا نجاست سے پاک ہونا۔
(۴) جس حصۂ جسم کا ستر (چھپانا) فرض ہے اس کو چھپانا۔
(۵) قبلہ کی طرف منہ کرنا۔ (۶) وقت کے اندر نماز پڑھنا۔
(۷) نماز کی نیت کرنا۔ اگر ان میں سے کوئی بات نہ پائی گئی تو نماز نہ ہوگی۔

(مسئلہ) مرد کے لئے ناف سے لے کر گھٹنوں تک جسم کا ہر وقت چھپائے رکھنا فرض ہے اور عورت کے لئے ہاتھ۔ پاؤں۔ چہرہ کے سوا تمام بدن کا نامحرم کے سامنے ہر وقت چھپائے رکھنا فرض ہے اور اس کو میاں بیوی کے سوا کسی دوسرے شخص کے سامنے کھولنا سخت گناہ ہے۔

نجاست (ناپاکی) کا بیان

نجاست کی دو قسمیں ہیں:۔ حکمی۔ حقیقی۔

نجاستِ حکمی۔ اس حالت کو کہتے ہیں جس کو شریعت نے ناپاک قرار دیا ہے جیسے جنابت کی حالت اور بے وضو ہونے کی حالت اس سے پاک ہونے کا طریقہ وضو اور غسل ہے۔ جس کا مفصل بیان آگے آئے گا۔

نجاستِ حقیقی۔ ان اشیاء کو کہتے ہیں جن کو شریعت نے ناپاک قرار دیا ہے جیسے پیشاب۔ پاخانہ۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) نجاستِ غلیظہ۔ (۲) نجاستِ خفیفہ۔

نجاستِ غلیظہ۔ آدمی کا پیشاب۔ پائخانہ۔ منی۔ مذی۔ ودی۔ پیپ بہتا ہوا خون۔ حیض و نفاس کا خون۔ شراب۔ حرام جانوروں کا پیشاب مرغی اور بطخ کی بیٹ۔ تمام حرام و حلال جانوروں کا پائخانہ۔ یہ سب نجاستِ غلیظہ ہیں۔

نجاستِ خفیفہ۔ حلال جانوروں کا پیشاب۔ حرام پرندوں کی بیٹ، نجاستِ خفیفہ ہیں۔

نجاست غلیظہ۔ اگر گاڑھے جسم والی ہے جیسے پائخانہ۔ تو ساڑھے تین ماشہ وزن تک معاف ہے اور اگر تیلی ہو۔ جیسے پیشاب اور شراب تو وہ روپیہ کے برابر معاف ہے۔

نجاست خفیفہ۔ چوتھائی کپڑے یا چوتھائی عضو سے کم ہو تو معاف ہے۔

معاف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اتنی نجاست بدن یا کپڑے پر لگی ہو اور نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور قصداً اتنی نجاست بھی لگی رکھنا جائز نہیں۔

ظاہری ناپاکی دُور کرنے کا طریقہ

نجاست کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو پانی سے تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔ لیکن کپڑے کو ہر مرتبہ نچوڑنا بھی ضروری ہے۔ اور جن چیزوں کا نچوڑنا مشکل ہے جیسے بوریا اور دری ان کے پاک کرنے کی یہ صورت ہے کہ ایک مرتبہ انھیں خوب دھوکر چھوڑ دیا جائے جب پانی خشک ہو جائے اور قطرے ٹپکنا موقوف ہو جائیں تو پھر دوسری مرتبہ دھویا جائے اسی طرح تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔ برتن وغیرہ پاک کرنے کا بھی یہی طریقہ ہے۔

چمڑے کی چیزیں۔ جیسے جوتا۔ بستر بند۔ اور لوہے کی چیزیں اور چاندی سونا۔ تانبا۔ المونیم۔ پیتل وغیرہ دھات کی چیزیں اور شیشہ اور ہاتھی دانت اور ہڈی کی بنی ہوئی چیزیں اور چینی کے برتن۔ یہ تمام جب صاف ہوں

اور کھُردُراپن نہ ہو تو ایسی طرح رگڑنے سے کہ نجاست کا اثر بالکل جاتا رہے پاک ہو جاتے ہیں۔ زمین جب خشک ہو جائے اور نجاست کا اثر (رنگ۔ بو مزہ) جاتا رہے تو پاک ہو جاتی ہے۔

پانی کا بیان

بارش کا پانی۔ چشمہ کا پانی اور کنوئیں اور ندی اور سمندر کا پانی۔ پگھلی ہوئی برف اور بادلوں کا پانی۔ بڑے تالاب اور بڑے حوض کا پانی۔ یہ سب پاک ہیں۔ انسان کا جھوٹا پانی پاک ہے۔

ایسے ہی تمام حلال جانور جیسے گائے۔ بھینس۔ بکری۔ کبوتر۔ فاختہ وغیرہ ان سب کا جھوٹا پانی پاک ہے۔ بلی (بشرطیکہ فوراً چوہا نہ کھایا ہو) چھپکلی۔ چوہا۔ نجاست کھانے والی مرغی۔ کوّا۔ شکرہ۔ چیل۔ اور تمام حرام جانوروں کا جھوٹا مکروہ ہے۔

کتا۔ خنزیر۔ اور شکاری چوپائے کا جھوٹا ناپاک ہے۔ ایسے ہی بلّی جو چوہا یا اور جانور کھا کر پانی پی لے اس کا جھوٹا بھی ناپاک ہے۔ جس آدمی نے شراب پی یا سُور کا گوشت کھایا اور فوراً پانی پی لیا وہ جھوٹا پانی بھی ناپاک ہے۔ بڑے حوض اور تالاب کا پانی اور بہتا ہوا پانی ان دونوں کے علاوہ تمام پانی نجاست گرنے سے ناپاک ہو جاتے ہیں۔ البتہ اگر ان دونوں پانی کا نجاست کی وجہ سے رنگ یا بو یا مزہ بدل جائے تو یہ بھی ناپاک ہو جاتے ہیں۔ اگر پانی میں کوئی ایسا جانور گر کر مر جائے جس میں بہتا ہوا

خون ہوتا ہے جیسے چڑیا ۔ مرغی ۔ کبوتر ۔ بلی ۔ چوہا ۔ تو یہ پانی ناپاک ہوجاتا ہے۔ اور جو جانور کہ پانی میں رہتے ہیں جیسے مچھلی ۔ مینڈک اور وہ جانور جن میں خون نہیں ہے جیسے مکھی ۔ مچھر ۔ چھپکلی ۔ چیونٹی ۔ ان کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا ۔

جس پانی سے وضو یا غسل (جو بہ نیت قربت ہو) کیا گیا ہو اس کو مستعمل پانی کہتے ہیں جو خود تو پاک ہے ۔ مگر اس سے وضو اور غسل کرنا جائز نہیں ۔

کوئیں کا بیان

اگر نجاستِ غلیظہ یا خفیفہ کوئیں میں گر جائے یا کوئی بہتے ہوئے خون والا جانور کوئیں میں گر کر مر جائے یا ایسا جانور گر جائے جس کا جھوٹا ناپاک ہے، تو کنواں ناپاک ہوجائے گا ۔ اور وہ حلال یا حرام جانور جن کا جھوٹا ناپاک نہیں اور ان کے بدن پر نجاست بھی نہ ہو اگر کنوئیں میں گر جائے اور زندہ نکل آئے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا البتہ اگر ان پر نجاست لگی ہو یا پیشاب پائخانہ کر دینے کا یقین ہو تو کنواں ناپاک ہوجائے گا ۔

کنوئیں کے پاک کرنے کے پانچ طریقے ہیں ۔

(۱) جب کنوئیں میں نجاست گر جائے تو تمام پانی نکالنے سے پاک ہوجائیگا ۔

(۲) آدمی ۔ سور ۔ کتا ۔ بکری ۔ یا ان کے برابر یا ان سے بڑا کوئی اور جانور کنوئیں میں گر کر مر جائے تو سارا پانی نکالا جائے

(۳) بہتے ہوئے خون والا جانور کوئیں میں گر کر پھول جائے یا پھٹ

جائے تو تمام پانی نکالا جائے گا خواہ جانور چھوٹا ہو یا بڑا۔

(۴) کبوتر۔ مرغی۔ بلّی یا اتنا ہی بڑا کوئی اور جانور کوئیں میں گر کر مر گیا لیکن پھولا پھٹا نہیں تو چالیس ڈول پانی نکالا جائے۔

(۵) چوہا یا چڑیا یا اتنا ہی بڑا کوئی اور جانور کوئیں میں گر کر مر جائے تو بیس ڈول پانی نکالا جائے۔ بیس کی جگہ تیس اور چالیس کی جگہ ساٹھ ڈول پانی نکالنا مستحب ہے۔ اور اس قدر پانی نکالنے کے بعد ڈول۔ رسّی کنواں ہر چیز پاک ہو جائے گی۔

استنجے کا بیان

پاخانہ اور پیشاب کے بعد جو ناپاکی بدن پر لگی رہے اس کو دور کرنے کو استنجا کہتے ہیں۔ پیشاب کرنے کے بعد مٹی کے پاک ڈھیلے یا پتھر سے پیشاب کے قطروں کو خشک کیا جائے پھر پانی سے دھویا جائے۔

پاخانہ کے بعد مٹی یا پتھر کے تین یا پانچ یا سات ڈھیلوں سے پاخانہ کے مقام کو صاف کرے پھر پانی سے دھوئے۔

استنجاء کے لئے پانی اور ڈھیلے دونوں کا استعمال افضل اور بہتر ہے اس میں اچھی طرح صفائی ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر ایک پر اکتفا کرنا چاہے تو پانی پر اکتفاء کرنا مناسب ہے۔

ہڈی۔ لید۔ گوبر۔ کوئلہ۔ کاغذ۔ کپڑا۔ قیمتی اور کھانے کی چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔

جب قضاء حاجت کا ارادہ ہو تو یہ پڑھے:۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثِ۔

پڑھ کر بایاں پیر بیت الخلاء میں رکھے۔ اور قدمچہ پر اول داہنا پیر رکھے اور ایسی طرح بیٹھے کہ نہ قبلہ کیطرف منہ ہو نہ پشت بائیں پیر پر بوجھ دیکر بیٹھے اپنی شرم گاہ اور نجاست کی طرف نہ دیکھے۔ ضرورت سے زیادہ نہ بیٹھے اور فارغ ہو کر بائیں ہاتھ سے استنجا کرے اور قدمچہ سے اول بایاں پیر نیچے رکھے پھر داہنا اور بیت الخلاء سے اول داہنا پیر باہر نکالے پھر بایاں۔ اور باہر آنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔

غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ۔

(۱) قبلہ کی سمت منہ یا پیٹھ کر کے پاخانہ یا پیشاب کرنا۔

(۲) کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔

(۳) تالاب۔ نہر۔ کنوئیں کے اندر یا ان کے کنارے پر پیشاب پاخانہ کرنا

(۴) مسجد کی دیوار کے پاس یا قبرستان میں پیشاب پاخانہ کرنا۔

(۵) پیشاب پاخانہ کرتے وقت بات کرنا۔ داہنے ہاتھ سے استنجا یہ سب باتیں مکروہ ہیں۔

وضو کا بیان

وضو منہ ہاتھ دھونے کا ایک خاص طریقہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مخلوق کو بتلایا ہے۔

معمولی عقل والا انسان بھی جانتا اور سمجھتا ہے کہ منہ ہاتھ دھونے سے بدن میں تازگی اور چستی پیدا ہوتی ہے۔ تکان اور درماندگی دور ہوتی ہے گئی ہوئی عقل کھوئے ہوئے حواس درست ہوتے ہیں۔ ظاہری میل کچیل گرد و غبار دور ہوتا ہے اور طبیعت ہشاش بشاش ہو جاتی ہے۔

یہ وضو کے ظاہری فائدے ہیں جن سے کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا ان کے علاوہ انسان کی روح جسم سے زیادہ لطیف اور نازک ہے پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ روح جیسی لطیف اور نازک شے پیشاب پاخانہ کی گندگی اور ناپاکی سے متاثر اور مکدر نہ ہو؟ خدا تعالیٰ نے روح کے اس تکدر اور گندے اثر کو زائل کرنے کے لئے وضو کا ایسا طریقہ تعلیم فرمایا۔ جس سے روح اور جسم دونوں کو تازگی اور صفائی حاصل ہوتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ ہاتھ پیر سے کئے ہوئے چھوٹے چھوٹے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

وضو ایک نور ہے جو جسم میں نورانیت اور روشنی پیدا کرتا ہے اور انسان کے ظاہر و باطن کو صاف ستھرا کر کے اس قابل بناتا ہے کہ اپنے مالک اور خالق کے سامنے کھڑا ہو سکے۔ جب انسان معمولی حاکم اور افسر کے سامنے صاف ستھرا ہو کر جانا مناسب سمجھتا ہے تو عقل سے بہت بعید ہے کہ دونوں جہان کے بادشاہ احکم الحاکمین کے سامنے یوں ہی میلا کچیلا گندگی اور ناپاکی کی حالت میں کھڑا ہو جائے۔ اس لئے وضو کو نماز اور عبادت کے لئے ضروری اور لازمی قرار دیا گیا۔

وضو نماز کی کنجی ہے بغیر اس کے نماز درست نہیں ہوتی لہذا وضو کو

بہت اہتمام کے ساتھ کرنا چاہیئے اور وضو کرنے میں تمام آداب وشرائط کا خیال رکھنا چاہیئے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "جس شخص نے وضو کی اور وضو کی تمام باتوں کو اچھی طرح پورا کیا اس کے تمام جسم سے گناہ دھل جاتے ہیں حتیٰ کہ ناخن کے نیچے کے گناہ بھی دھل جاتے ہیں۔"

گناہوں کے دھلنے کا مطلب یہ ہے کہ وضو کی وجہ سے حق تعالیٰ تمام جسم کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: "وضو کی حفاظت اور نگہبانی صرف مومن کر سکتا ہے یعنی وضو کے تمام شرائط اور آداب کا پورا پورا لحاظ وہی شخص رکھ سکتا ہے جسے خدا اور رسول کی بات پر یقین اور ایمان ہو اور وضو کے منافع سے واقف ہو۔ اور جو شخص خدا اور رسول کی بات کا یقین نہیں رکھتا اسکو آداب وشرائط کا بجالانا تو درکنار، وضو کرنا ہی مشکل اور دشوار ہوتا ہے۔

وضو کرنے کا طریقہ

پاک وصاف برتن میں پاک پانی لیکر، اونچی صاف جگہ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور دل میں یہ ارادہ کرے کہ ناپاکی دور کرنے اور پاکی حاصل کرنے اور نماز کے درست ہونے کے لئے وضو کرتا ہوں اور یہ الفاظ زبان سے کہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْوُضُوْءَ لِرَفْعِ الْحَدَثِ وَاِبَاحَةِ الصَّلٰوةِ

(ترجمہ) اے اللہ میں وضو کا ارادہ کرتا ہوں ناپاکی دور ہونے اور نماز درست ہونے کے لئے)

یہ الفاظ وضو کی نیت ہے ان کا زبان سے کہنا افضل ہے پھر بسم اللہ پڑھے اور دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین مرتبہ دھوئے۔ پھر تین مرتبہ داہنے ہاتھ میں پانی لے کر کلّی کرے۔ اور مسواک کرے۔ مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانت صاف کرے۔ پھر تین دفعہ ناک میں پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے۔ پھر تین دفعہ دونوں ہاتھ میں پانی لے کر تمام منھ دھوئے۔ پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک منھ دھونا چاہیئے اگر ڈاڑھی چھوٹی ہو تو تمام بال تر کرے اور اگر ڈاڑھی بڑی اور گنجان ہے تو ہاتھ کی انگلیوں سے ڈاڑھی کا خلال کرے تمام بالوں کا تر کرنا ضروری نہیں پھر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ تین تین مرتبہ دھوئے اول داہنا ہاتھ دھوئے پھر بایاں۔ پھر دونوں ہاتھ پانی سے تر کر کے تمام سر کا مسح کرے۔

مسح کرنیکا طریقہ یہ ہے :۔ کہ انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی کو علیحدہ رکھے۔ اور دونوں ہاتھ کی باقی انگلیوں کے سروں کو ملا کر تمام سر پر پھیرے۔ پھر کلمہ کی انگلی کان کے اندر اور انگوٹھا کان کے اوپر پھیرے اور دونوں ہاتھ کی پشت گردن پر پھیرے اس کے بعد اول داہنا پیر پھر بایاں پیر گٹوں سمیت تین تین دفعہ خوب اچھی طرح دھوئے کہ کوئی جگہ خشک نہ رہے۔

اب وضو پورا ہو گیا۔ وضو کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِیْنَ

(ترجمہ) یا اللہ مجھے توبہ کرنیوالوں میں کر اور پاک لوگوں میں سے کر اور اپنے نیک بندوں میں سے کر)

وضو میں بعض باتیں ضروری ہیں جن کے چھوٹ جانے سے وضو نہیں ہوتا ان کو فرض کہتے ہیں۔ اور بعض باتیں ایسی ہیں جن کے چھوٹ جانے سے وضو ہو جاتا ہے مگر ناقص ہوتا ہے ان کو سنّت کہتے ہیں اور بعض باتیں ایسی ہیں کہ ان کو کرنے سے ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ اور نہ کرنے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا ان کو مستحب کہتے ہیں۔

فرائضِ وضو

وضو میں چار فرض ہیں۔

(۱) پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک منہ دھونا۔

(۲) دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا۔

(۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا۔

(۴) دونوں پیر ٹخنوں سمیت دھونا۔

اگر ان میں سے کوئی بات چھوٹ جائے یا رائی برابر بھی خشک جگہ رہ گئی تو وضو درست نہ ہوگا۔

وضو کی سنتیں

وضو میں چودہ باتیں سنّت ہیں۔

(۱) نیت کرنا۔ (۲) بسم اللہ پڑھنا۔ (۳) تین تین بار، دونوں ہاتھ گٹوں تک

دھونا۔ (۴) مسواک کرنا۔ (۵) تین بار کلی کرنا۔ (۶) تین بار ناک میں پانی ڈالنا (۷) داڑھی کا خلال کرنا۔ (۸) ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔ (۹) ہر عضو کو تین بار دھونا۔ (۱۰) ایک بار تمام سر کا مسح کرنا۔ (۱۱) دونوں کان کا مسح کرنا (۱۲) ترتیب کے موافق وضو کرنا (۱۳) پے درپے وضو کرنا کہ پہلا عضو خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرا دھل جائے (۱۴) پہلے داہنا عضو دھونا پھر بایاں۔

وضو کے مستحبات

(۱) اونچی جگہ پر بیٹھنا۔ (۲) قبلہ کی طرف منہ کرنا

(۳) خود وضو کرنا دوسرے سے مدد نہ لینا۔

(۴) زبان سے وضو کی نیت کرنا۔

(۵) ہر عضو دھوتے وقت بسم اللہ اور حدیث میں آئی ہوئی دُعا پڑھنا۔

(۶) ڈھیلی انگوٹھی اور چھلّے کو حرکت دینا۔ (اور اگر انگوٹھی تنگ ہو تو اس کو حرکت دے کر نیچے پانی پہنچانا ضروری ہے)۔

(۷) دائیں ہاتھ سے کلّی کرنا اور ناک میں پانی دینا۔

(۸) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔

(۹) گردن کا مسح کرنا۔

(۱۰) وضو کرتے وقت دنیا کی باتیں نہ کرنا۔

(۱۱) ہر عضو کو مَل کر اچھی طرح دھونا۔

(۱۲) مناسب مقدار میں پانی خرچ کرنا نہ زیادہ تنگی کرے۔ اور نہ فضول پانی بہائے (۱۳) نماز کا وقت آنے سے پہلے وضو سے فارغ ہو جانا۔

(۱۴) وضو سے بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔

(۱۵) وضو کے بعد دو رکعت نفل شکرانہ کی پڑھنا۔ ان دو رکعت کو تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔

وضو کی دعائیں

(کلی کرنے کی دعا)

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ ۝

(ترجمہ) یا اللہ میری مدد کر قرآن کی تلاوت اور اپنے ذکر اور شکر میں اور اپنی عبادت کو حسن و خوبی کے ساتھ ادا کرنے میں۔

ناک میں پانی دینے کی دعا

اَللّٰهُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَةَ النَّارِ ۝

(ترجمہ) یا اللہ مجھے جنت کی خوشبو سونگھا اور دوزخ کی بدبو نہ سونگھا۔

منہ دھونے کی دعا

اَللّٰهُمَّ بَیِّضْ وَجْهِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۝

(ترجمہ) یا اللہ میرے چہرے کو چمکدار بنا اس دن جب تیری مخلوق کے چہرے روشن اور سیاہ ہوں گے۔

داہنا بازو دھونے کی دُعا

اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا ہ

(ترجمہ) یا اللہ میرا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دینا اور مجھ سے حساب سہل لینا۔

بایاں بازو دھونے کی دُعا

اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ

(ترجمہ) یا اللہ میرا نامۂ اعمال میرے بائیں ہاتھ میں اور پشت کی جانب سے نہ دینا۔

سر کا مسح کرنے کی دُعا

اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ ہ

(ترجمہ) یا اللہ مجھے اپنے عرش کے سایہ کے نیچے جگہ دے اس دن جب تیرے عرش کے سایہ کے علاوہ کہیں سایہ نہ ہوگا۔

کانوں پر مسح کرنے کی دُعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ ہ

(ترجمہ) یا اللہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا جو بات کو سنتے ہیں اور اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں۔

داہنا پیر دھونے کی دُعا

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمَیَّ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ ہ

(ترجمہ) یا اللہ میرے قدموں کو پل صراط پر جمانا جس دن کہ قدم پھسلیں گے۔

بایاں پیر دھونے کی دُعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّسَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَّتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ ہ

(ترجمہ) یا اللہ میرے گناہ معاف فرما اور میری کوشش کو قبول فرما اور میری تجارت کو سودمند فرما۔

ہر عضو کو دھونے کے وقت اس کی دعا پڑھنا مستحب ہے ضروری نہیں اگر ان دعاؤں کو پڑھے گا تو وضو کی برکات جلد حاصل ہوں گی۔

وضو کو توڑنے والی چیزیں

(۱) پاخانہ یا پیشاب کرنا یا ان دونوں راستوں سے کسی اور چیز کا نکلنا

(۲) ہوا کا پیچھے سے نکلنا۔ (یعنی ریاح خارج ہونا)

(۳) بدن کے کسی مقام سے خون یا پیپ نکلنا۔

(۴) منہ بھر کر قے کرنا۔

(۵) منہ سے خون نکلنا۔

(۶) لیٹ کر یا سہارا لے کر سونا۔

(۷) بیماری یا کسی اور وجہ سے بے ہوش ہو جانا۔

(۸) دیوانہ ہونا۔

(۹) نماز میں ایسی طرح قہقہہ لگانا جس کو پاس والا شخص سُن لے۔

ان سب صورتوں میں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

غسل کا بیان

غسل کے معنیٰ نہانے کے ہیں اور شریعت اسلام میں نہانے کا یہ طریقہ ہے کہ اوّل دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے پھر استنجا کرے اور بدن سے ناپاکی دور کرے پھر وضو کرے۔ پھر تھوڑا پانی ڈال کر بدن کو

ہاتھوں سے خوب ملے۔ پھر سارے بدن پر تین مرتبہ پانی بہائے۔ کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے۔

غسل میں تین فرض ہیں۔

(۱) کلی کرنا۔ (۲) ناک میں پانی دینا۔ (۳) تمام بدن پر پانی بہانا۔ اگر ان میں سے کوئی بات چھوٹ گئی یا بدن کہیں سے خشک رہ گیا تو غسل نہ ہوگا۔

غسل میں پانچ سنتیں ہیں۔

(۱) بدن پر جو ناپاکی لگی ہو اول اس کو دھونا۔

(۲) وضو کرنا۔ (۳) تمام بدن پر تین مرتبہ پانی بہانا۔

(۴) بدن کو اچھی طرح ملنا۔ (۵) ناپاکی دور کرنے کی نیت کرنا۔

جو باتیں وضو میں مستحب ہیں وہی غسل میں بھی مستحب ہیں۔ البتہ اگر برہنہ ہو تو قبلہ کی طرف منھ نکرے اور نہ کوئی دعا پڑھے۔ اور نہ بات چیت کرے۔

غسل فرض

(۱) جنابت کے بعد مرد۔ عورت دونوں پر غسل کرنا فرض اور ضروری ہے۔ جنابت (ناپاک ہونا) کی چند صورتیں ہیں۔

(الف) سوتے یا جاگتے میں منی کا شہوت کے ساتھ نکلنا۔

(ب) مرد عورت کا جماع کرنا۔ انزال ہو یا نہ ہو۔

(د) لواطت کرنا انزال ہو یا نہ ہو۔

(۲) حیض و نفاس کے بعد عورت پر غسل کرنا فرض ہے۔

غسل مسنون

(۱) جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے غسل کرنا سنت ہے۔ اور حدیث میں اس کی بہت فضیلت اور ثواب آیا ہے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص جمعہ کے دن غسل کرتا ہے اس کے تمام گناہ اور خطائیں اس سے دُور ہو جاتی ہیں۔

(۲) عید کے دن نماز عید سے پہلے غسل کرنا سنت ہے۔

تیمم کا بیان

جب پانی نہ ملے یا پانی استعمال کرنے سے بیمار ہونے یا مرض کے بڑھنے کا اندیشہ قوی ہو تو تیمم کرنا جائز ہو جاتا ہے۔

پانی نہ ملنے کی چند صورتیں ہیں۔ پانی ایک میل دور ہو۔ یا کسی دشمن یا درندے یا کسی موذی جانور کے خوف سے پانی نہ لے سکتا ہو۔

(۲) یا تھوڑا پانی اپنے پاس موجود ہے مگر ڈر ہے کہ اگر اس کو وضو میں خرچ کر دیا تو پیاس کی تکلیف ہو گی۔

(۳) یا کنواں موجود ہے مگر ڈول رسّی نہیں

(۴) یا پانی موجود ہے مگر یہ شخص اُٹھ کر لے نہیں سکتا اور دوسرا آدمی موجود نہیں۔ ان سب صورتوں میں تیمم کرنا جائز ہے۔ ایسے ہی جب اپنے

تجربہ سے گمان غالب ہو جائے یا کسی تجربہ کار حکیم اور ڈاکٹر کے کہنے سے معلوم ہو کہ پانی کے استعمال کرنے سے بیمار ہو جائے گا یا مرض بڑھ جائے گا۔ تو تیمم کرنا درست ہے۔ محض اپنے خیال یا تکلیف کے وہم سے تیمم کرنا درست نہیں۔

تیمم کرنے کا طریقہ

اوّل نیت کرے کہ میں ناپاکی دُور کرنے اور نماز پڑھنے کے لئے تیمم کرتا ہوں، پھر دونوں ہاتھ پاک مٹی کے ڈھیلے پر رکھے یا زیادہ مٹی لگ جائے تو پھونک سے اڑا دے اور دونوں ہاتھوں کو منہ پر اس طرح پھیرے کہ کوئی جگہ خالی نہ رہ جائے ایک بال برابر جگہ بھی چھوٹ گئی تو تیمم نہ ہوگا۔ پھر دوسری مرتبہ دونوں ہاتھ مٹی کے ڈھیلے پر رکھے۔ پہلے بائیں ہاتھ کی چار انگلیاں سیدھے ہاتھ کی انگلیوں کے سرے کے نیچے رکھ کر کھینچتا ہوا کہنی تک لے جائے اور ہتھیلی کو سیدھے ہاتھ کے اوپر کی طرف کہنی سے کھینچتا ہوا لائے۔ اور انگوٹھے کو سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے کی پشت پر پھیرے۔ اس طرح تمام سیدھے ہاتھ پر مسح ہو جائے گا۔ پھر اسی طرح سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر پھیرے پھر انگلیوں کا خلال کرے۔ ڈاڑھی کا خلال کرنا بھی سنت ہے اگر انگوٹھی پہنے ہوئے ہو تو اسکو اتارنا یا ہلانا ضروری نہیں۔

وضو اور غسل دونوں کے لئے تیمم کرنا درست ہے اور دونوں کے تیمم کا ایک ہی طریقہ ہے۔

تیمم میں تین باتیں فرض ہیں۔ اوّل نیت کرنا۔ دوسرے دونوں

ہاتھ مٹی پر رکھ کر منھ پر پھیرنا۔ تیسرے دونوں ہاتھ مٹی پر رکھ کر دونوں بازو کو کہنی سمیت مَلنا۔

پاک مٹی اور ریت اور پتھر اور چونا اور مٹی کے کچے یا پکے برتن (جن پر روغن نہ ہو اور بغیر دُھلے ہوں) اور مٹی کی کچی یا پکی اینٹ اور مٹی یا اینٹ یا پتھر یا چونے کی دیوار اور گیرو اور ملتانی۔ ان سب چیزوں پر تیمم کرنا جائز ہے۔ ایسے ہی اگر کسی چیز پر غبار پڑا ہو تو اس سے بھی تیمم کرنا جائز ہے۔

لکڑی۔ لوہا۔ سونا۔ چاندی۔ تانبا۔ پیتل۔ المونیم۔ شیشہ۔ رانگ جست۔ کپڑا۔ راکھ۔ اور تمام غلے۔ ان سب چیزوں پر تیمم کرنا درست نہیں ایسے ہی ہر وہ چیز جو آگ میں ڈالنے سے جل جائے یا پگھل جائے اس پر تیمم درست نہیں۔

نواقضِ تیمم

جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اور غسل کا تیمم صرف جنابت سے ٹوٹتا ہے۔ اگر پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا تھا تو وہ پانی پر قدرت حاصل ہو جانے سے بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اگر کسی اور عذر کی وجہ سے تیمم کیا تھا تو اس عذر کے زائل ہونے سے بھی تیمم ٹوٹ جائیگا اگر تیمم کر کے نماز پڑھ لی۔ پھر پانی مل گیا تو وہ نماز درست ہو گئی دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ :۔ اگر بدن پر زخم ہو اور اس جگہ کا دھونا بھی ضروری ہے تو

اگر زخم کو پانی نقصان نہ دے تو اس جگہ کا دھونا ضروری ہے۔ اور اگر پانی نقصان دیتا ہو تو زخم پر تر ہاتھ پھیرے۔ دھونے کی ضرورت نہیں اور اگر زخم پر پٹی بندھی ہو یا پھایا لگا ہو جس کے ہٹانے میں تکلیف کا اندیشہ ہو تو اس وقت زخم کو نہ کھولے اور اوپر ہی تر ہاتھ پھیر لے اور باقی حصہ کو دھولے، اور اگر بدن کا اکثر حصہ زخمی ہو تو پھر تیمم کرے وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔

اذان کا بیان

بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہونے کے لئے مخصوص انداز میں جو آواز لگائی جاتی ہے اس کا نام "اذان" ہے۔ ہر فرض نماز اور جمعہ کی نماز کیوقت مخلوق کو اذان کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے بلایا جاتا ہے جس میں اسلامی شان و شوکت اور عبادت کا اہتمام اور تعظیم ہے۔ اذان سنّت مؤکدہ ہے اور شعائرِ اسلام میں سے ہے اس کو کسی حال میں ترک کرنا مناسب نہیں۔

اذان کا طریقہ

ایک شخص وضو کر کے کسی اونچی جگہ پر قبلہ رُخ کھڑا ہو اور شہادت کی انگلی کان میں دے پھر بلند آواز سے اذان کے الفاظ پڑھے۔ جب حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہے تو منھ کو داہنی جانب پھیر لے اور جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے تو منہ کو بائیں جانب پھیر لے

اذان کے الفاظ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ٭ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ٭ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ٭ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ٭ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ٭ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ٭ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ٭ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ٭ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ٭ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ٭ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ٭ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ٭ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ٭ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ٭
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

صبح کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ بھی دو مرتبہ کہنا چاہیئے۔

اذان باوضو کہنا چاہیئے۔ اور ٹھیر ٹھیر کر بلند آواز سے کہنا چاہیئے۔ اور وقت سے پہلے اذان نہ دینی چاہیئے۔ اگر وقت سے پہلے اذان دی تو وقت آنے پر دوبارہ کہی جائے۔ بے وضو اذان اور اقامت جائز ہے لیکن بہت بُرا ہے۔

اقامت

جس وقت نماز کھڑی ہو اور امام مصلّے پر پہنچ جائے تو پیچھے کھڑے ہونے والے نمازیوں میں سے ایک شخص اذان کے الفاظ کو جلدی جلدی کہے۔ زیادہ بلند آواز سے نہ کہے۔ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد دو مرتبہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃِ کہے اس کو "تکبیر" اور "اقامت" کہتے ہیں۔

جس شخص نے اذان کہی ہے بہتر یہ ہے کہ وہی تکبیر بھی کہے۔ یا اسکی اجازت سے کوئی دوسرا شخص کہے۔ اذان کی طرح تکبیر بھی فرض نمازوں اور جمعہ کی نماز کے لئے سنت ہے۔ اور اس کی شریعت میں بہت تاکید ہے۔ اگر سفر میں ہو تو بھی اذان اور تکبیر کہہ کر نماز پڑھنی چاہیئے۔ البتہ اگر کسی عذر کیوجہ سے گھر میں نماز پڑھے تو محلہ کی مسجد کی اذان کافی ہے۔ صرف تکبیر کہنی چاہیئے۔

مسئلہ:۔ اذان اور تکبیر کی اجابت مستحب ہے۔ اجابت سے یہ مراد ہے کہ سننے والے بھی آہستہ آہستہ انھیں الفاظ کو کہتے جائیں۔ جن کو موذن کہہ رہا ہے مگر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بجائے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ کہنا چاہیئے۔ اور صبح کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کی جگہ صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ اور تکبیر میں قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کی جگہ اَقَامَھَا اللہُ وَاَدَامَھَا کہنا چاہیئے۔

اذان کی دُعا

اذان کے بعد اذان کہنے والے اور سننے والے کو یہ دعا پڑھنی چاہیئے

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ

یا اللہ اس آواز اور نماز کے پروردگار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت

اۨلْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا اِۨلَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اِنَّکَ

عطا فرما اور ان کو اس مقام محمود تک پہنچا جس کا تونے وعدہ کیا ہے بیشک ہرگز

لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ؕ

تو وعدہ خلاف نہیں

فرض نمازیں اور اُن کے اوقات

ہر مسلمان مرد و عورت عاقل بالغ پر دن رات میں پانچ نماز فرض ہیں:۔

(۱) نماز فجر (۲) نماز ظہر (۳) نماز عصر (۴) نماز مغرب (۵) نماز عشاء۔ اِن کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ اور ان کو چھوڑنے والا محروم اور بے نصیب ہے۔

نماز فجر۔ فجر کی دو رکعت فرض ہیں اور ان دو رکعت سے پہلے دو رکعت پڑھنا سنت موکدہ ہیں۔ فجر کی نماز کا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد سے سورج نکلنے تک ہے۔ سورج نکلنے سے پہلے نماز پڑھ لی جائے۔ جب سورج کا ذرا سا بھی کنارہ نکل آیا تو نماز فجر کا وقت جاتا رہا۔ اب نماز نہ پڑھے۔ بلکہ جب سورج بلند ہو جائے اور دھوپ نکل آئے تو دو رکعت سنت پھر دو رکعت فرض قضا کی نیت سے پڑھے۔

نماز ظہر۔ ظہر کی چار رکعت فرض ہیں۔ اور ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت اور نماز کے بعد دو رکعت پڑھنا سنت ہے۔ ظہر کی نماز کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ اور اس وقت تک رہتا ہے جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے اصلی سایہ کے علاوہ دوچند ہو جائے۔

نماز عصر:۔ عصر کی چار رکعت فرض ہیں۔ اور نماز عصر سے پہلے چار رکعت پڑھنا مستحب ہے۔ ظہر کے بعد فوراً عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

اور سورج ڈوبنے تک وقت رہتا ہے۔ لیکن سورج کے پیلا پڑنے سے پہلے نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ سورج کے پیلا پڑنے کے بعد نماز مکروہ ہو گی۔

نماز مغرب:۔ مغرب کی تین رکعت فرض ہیں۔ اور ان تین رکعت کے بعد دو رکعت پڑھنا سنت ہے۔ مغرب کا وقت سورج ڈوبتے ہی شروع ہو جاتا ہے اور غروب[1] شفق تک رہتا ہے۔ وقت شروع ہونے کے بعد مغرب کی نماز فوراً پڑھ لینی چاہیئے اس میں بلا عذر تاخیر کرنا مناسب نہیں۔

نماز عشاء:۔ عشاء کی چار رکعت فرض ہیں۔ اور نماز عشاء کے بعد دو رکعت پڑھنا سنت ہے۔ پھر تین رکعت وتر کی پڑھنا واجب ہے۔ عشاء کا وقت شفق کے غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور صبح صادق تک رہتا ہے۔ لیکن آدھی رات سے پہلے عشا کی نماز کا پڑھ لینا افضل ہے۔

جو وقت عشا کی نماز کا ہے وہی وقت نماز وتر کا ہے۔ البتہ عشاء کی نماز سے پہلے وتر پڑھنا جائز نہیں۔

وہ اوقات جن میں نماز صحیح نہیں ہوتی

تین وقت ایسے ہیں جن میں نماز صحیح نہیں ہوتی۔ اور اگر ان وقتوں میں نماز پڑھ لی تو اس کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

(۱) سورج نکلنے کے وقت جب تک کہ سورج ایک ہاتھ کی بقدر بلند نہ ہو۔

(۲) دوپہر کے وقت جب سورج عین سر پر ہو جب تک کہ سورج ڈھل

---

[1] آفتاب غروب ہونے کے بعد پچھم کی جانب اول سُرخی ہوتی ہے پھر سفیدی۔ اس سفیدی کو شفق کہتے ہیں ۱۲

نہ جائے اور سایہ ظاہر ہو جائے۔

(۳) سورج کے زرد ہونے کے بعد جب تک کہ سورج بالکل نہ ڈوب جائے۔ البتہ صرف اس دن کی عصر کی نماز سورج غروب ہونے کے وقت پڑھ سکتا ہے۔ اور یہ نماز کراہت کے ساتھ ادا ہو جائے گی۔

وہ اوقات جن میں نماز پڑھنا منع ہے

(۱) صبح صادق کے بعد فجر کی دو سنت کے علاوہ اور کوئی نماز نہ پڑھے۔

(۲) فجر کی نماز کے بعد سورج بلند ہونے تک کوئی نماز نہ پڑھے۔

(۳) عصر اور مغرب کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھے۔

(۴) جمعہ کے دن امام کے خطبہ شروع کرنے کے بعد کوئی نماز نہ پڑھے۔

پیشاب پاخانہ کے تقاضے کے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

نماز میں پڑھنے کی چیزیں

اول ان چیزوں کو خوب یاد کر لینا چاہیئے جو نماز کے اندر پڑھی جاتی ہیں۔

ثنا

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى

یا اللہ ہم تیری پاکی اور تعریف بیان کرتے ہیں اور بابرکت ہے تیرا نام اور تیری

جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ

بزرگی بہت برتر ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

تعوذ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے

تسمیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سورۂ فاتحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ؕ

سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے روزِ جزا کا مالک ہے

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ؕ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ صِرَاطَ

تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں بتلا تو ہم کو سیدھا راستہ

الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۠

ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے فضل فرمایا جن پر نہ تیرا غصہ ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے

سورۂ کافرون

قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ وَلَاۤ اَنْتُمْ

آپ کہہ دیجئے اے کافرو! نہ میں تمہارے معبودوں کی پرستش کرتا ہوں اور نہ تم

عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۚ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ وَلَاۤ

میرے معبود کی پرستش کرتے ہو۔ اور نہ میں تمہارے معبودوں کی پرستش کروں گا

اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ؕ لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ ۠

اور نہ تم میرے معبود کی پرستش کرو گے تم کو تمہارا بدلہ ملے گا اور مجھ کو میرا بدلہ ملے گا۔

سورۂ اخلاص

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ

آپ کہہ دیجئے وہ یعنی اللہ ایک ہے ۔ اللہ بے نیاز ہے ۔ اس کے اولاد نہیں

وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۚ

اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے ۔ اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے ۔

التحیات

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

تمام قولی اور جانی اور مالی عبادتیں صرف اللہ کے لئے ہیں ۔ سلام ہو تم پر

اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا

اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ۔ سلام ہو ہمارے اوپر

وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر ۔ اقرار کرتا ہوں میں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔

اور اقرار کرتا ہوں میں کہ بیشک حضرت محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ۔

درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ

یا اللہ رحمت نازل فرما حضرت محمدؐ پر اور ان کی آل پر ۔ جیسا کہ رحمت نازل فرمائی تو نے

عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

حضرت ابراہیمؑ اور ان کی آل پر بیشک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے ۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ

یا اللہ برکت نازل فرما حضرت محمدؐ اور ان کی آل پر جیسا کہ برکت نازل فرمائی تو نے

عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر بیشک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔

دُرود شریف کے بعد کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ ظُلْمًا

اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت بہت ظلم

كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِىْ مَغْفِرَةً مِّنْ

کیا ہے اور سوائے تیرے اور کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا بس تو اپنی طرف سے خاص بخشش

عِنْدِكَ وَارْحَمْنِىْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرمادے بیشک تو ہی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

دُعائے قنوت

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ

یا اللہ ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور مغفرت طلب کرتے ہیں اور ایمان لائے ہیں تجھ پر اور بھروسہ کرتے ہیں

وَنُثْنِىْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ

تیرے پر اور تیری بہتر تعریف کرتے ہیں اور تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور قطع تعلق

مَنْ يَّفْجُرُكَ ۝ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّىْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ

کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اس کو جو تیری نافرمانی کرے۔ یا اللہ ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور خاص

نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ

تیرے لئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری طرف دوڑتے اور جھپٹتے ہیں اور تیری رحمت کی

عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ۝

امید رکھتے ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے

نماز پڑھنے کا طریقہ

جب نماز پڑھنے کا ارادہ ہو تو وضو کرے اور پاک صاف جگہ پر قبلہ کیطرف منھ کر کے کھڑا ہو۔ اور اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ؕ پڑھے اور جونسی نماز پڑھنے کا ارادہ ہو اس کی نیت کرے اور زبان سے بھی کہے، کہ یا اللہ میں فلاں وقت کی نماز پڑھتا ہوں اور دونوں[ع] ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے، ہاتھوں کی انگلیوں کو کشادہ رکھے اور ہتھیلی کو قبلہ کی طرف رکھے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھ لے اس طرح کہ داہنا ہاتھ اوپر اور بایاں ہاتھ نیچے رہے۔ نماز میں اِدھر اُدھر نہ دیکھے بلکہ ادب اور سکون کیساتھ کھڑا ہو۔ یہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کا وقت ہے اس لئے اپنے دھیان اور خیال کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھے۔ اور یہ بات خوب ذہن نشین کرے کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں حق تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے۔ اور جو کچھ میں پڑھ رہا ہوں حق تعالیٰ اس کو سُن رہا ہے۔ ہاتھ باندھ کر اول ثنا پڑھے پھر اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھے۔ الحمد شریف ختم ہونے کے بعد آہستہ سے آمین کہے اور قرآن مجید کی جو سورت یاد ہو پڑھے البتہ جب امام کے پیچھے ہو تو ثنا پڑھکر خاموش کھڑا ہو جائے اور کچھ نہ پڑھے البتہ جب امام سورۂ فاتحہ پڑھ چکے تو

[ع] اور عورت دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھائے اور پھر سینہ پر باندھے ۱۲

آہستہ آمین کہے، پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر رکوع میں جھکے۔ رکوع میں دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑے اور سر اور پشت اور کولے کو برابر رکھے اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ پڑھے پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ پڑھتا ہوا بالکل سیدھا کھڑا ہو جائے۔ اگر جماعت کے ساتھ نماز ہو رہی ہو تو امام فقط سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے۔ اور مقتدی صرف رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہے اور تنہا نماز پڑھنے والا دونوں کہے، پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا سجدہ میں جائے پہلے دونوں گھٹنے زمین پر رکھے پھر دونوں ہاتھ پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں اول ناک پھر پیشانی زمین پر رکھے ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رہیں اور دونوں بازو زمین سے اونچے اور پسلیوں سے الگ رہیں۔ اور پیٹ[لہ] رانوں سے علیحدہ رہے۔ اور سجدہ کی حالت میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ پڑھے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا سجدہ سے اٹھے اول پیشانی اٹھائے پھر ناک پھر دونوں ہاتھ اور اطمینان کے ساتھ بالکل سیدھا بیٹھ جائے پھر اسی طرح اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر دوسرا سجدہ کرے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اول پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے زمین پر سے اٹھائے اور اٹھتے وقت زمین پر ہاتھ نہ رکھے۔

اب ایک رکعت پوری ہوگئی اسی طرح دوسری رکعت پڑھے

لہ اور عورت پیٹ کو رانوں سے ملائے ۱۲

البتہ ثنا اور اعوذ نہ پڑھے یہ صرف پہلی رکعت میں پڑھے جاتے ہیں۔ دوسری رکعت کے دونوں سجدے کرنے کے بعد بایاں پاؤں بچھا کر اُس پر بیٹھ جائے،[1] اور داہنا پیر کھڑا رکھے اس طرح کہ انگلیاں قبلہ کی طرف رہیں اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے۔ اور اوّل التحیات (تشہد) پڑھے جب اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ پر پہنچے تو داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بنائے اور چھوٹی اور اس کے پاس والی انگلی کو بند کرے اور شہادت کی انگلی کو اٹھائے لَآ اِلٰہَ پر انگلی اُٹھائے اور اِلَّا اللّٰہُ پر جھکا دے۔

تشہد کے بعد درود شریف پڑھے اور سلام پھیر دے۔ سلام پھیرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اوّل داہنی طرف پھر بائیں طرف منہ موڑے اور دونوں دفعہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہے۔ پہلے سلام میں داہنی طرف کے نمازیوں اور فرشتوں کی نیت کرے اور دوسرے سلام میں بائیں طرف کے نمازیوں اور فرشتوں کی نیت کرے۔ اور امام دونوں سلام میں مقتدیوں کی نیت کرے۔

یہ دو رکعت نماز پوری ہوگئی۔ اگر تین رکعت یا چار رکعت پڑھنی مقصود ہوں تو تشہد کے بعد درود شریف نہ پڑھے اور نہ سلام پھیرے۔ بلکہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔ پھر اگر نماز واجب یا سنت یا نفل ہے تو جس طرح دوسری رکعت پڑھی ہے اسی طرح باقی رکعتوں کو بھی پڑھے۔ اور اگر نماز فرض ہے تو تیسری اور چوتھی رکعت میں فقط سورۂ فاتحہ پڑھے اور کوئی سورۃ

---

[1] اور عورت دونوں پیروں کو داہنی طرف نکال کر بیٹھ جائے ۱۲

نہ ہلادے۔

اور اگر نماز وتر پڑھنی مقصود ہو تو تیسری رکعت میں الحمد اور سورۃ پڑھنے کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور پھر ہاتھ باندھکر دعا قنوت پڑھے۔ دعا قنوت پڑھ کر رکوع میں جائے پھر دو سجدے کر کے بیٹھ جائے اور تشہد اور درود شریف پڑھ کر سلام پھیر دے۔

فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر عاجزی اور انکساری کے ساتھ خوب دعا مانگے کہ اس وقت کی دعا حق تعالیٰ کی بارگاہ میں جلد قبول ہوتی ہے اور سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ۱۰ بار پڑھے۔ اس سے بہت سی دینی اور دنیوی برکات حاصل ہوتی ہیں۔ اور بہت زیادہ ثواب ملتا ہے۔

نماز پڑھنے کی پوری ترکیب معلوم ہو چکی اب ان میں بعض چیزیں فرض ہیں اگر ان میں سے ایک بھی بھول کر یا جان کر چھوٹ گیا تو نماز نہ ہوگی۔ اور نماز کا دوبارہ پڑھنا لازمی ہے۔ اور بعض چیزیں واجب ہیں کہ اگر ان کو جان کر چھوڑ دیا تو نماز دوبارہ پڑھی جائے گی۔ اور اگر بھول کر ان میں سے کوئی چیز رہ گئی تو سجدہ سہو کرنے کے بعد نماز درست ہو جائے گی۔ اور بعض چیزیں سنت اور مستحب ہیں کہ ان میں اگر کوئی چیز بھول کر رہ گئی تو کوئی حرج نہیں اور اگر جان کر چھوڑی تو نماز ہو جائے گی مگر ناقص ہوگی اور ثواب میں کمی ہوگی۔

نماز کے فرائض

نماز کے اندر سات فرض ہیں۔

اوّل تکبیر تحریمہ:۔ یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر نماز کو شروع کرنا۔ فرض اور واجب نماز میں سیدھے کھڑے ہو کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا ضروری ہے اگر بلا عذر جھکے ہوئے تکبیر تحریمہ کہا تو کافی نہیں۔ تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد نماز شروع ہو جاتی ہے اور جو باتیں نماز کے منافی ہیں وہ حرام ہو جاتی ہیں۔

دوسرا فرض "قیام":۔ یعنی تکبیر تحریمہ کہہ کر سیدھا کھڑا ہونا۔ فرض اور واجب نماز میں اتنی مقدار کھڑا ہونا کہ ایک بڑی آیۃ قرآنی یا تین چھوٹی آیۃ پڑھی جا سکے ضروری ہے۔ اگر کھڑے ہونے پر قدرت تھی اور بیٹھ کر فرض نماز پڑھ لی تو فرض ادا نہ ہوں گے دوبارہ کھڑے ہو کر پڑھے۔ البتہ اگر کسی وجہ سے کھڑے ہونے پر قادر نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

نفل نماز میں کھڑا ہونا ضروری نہیں۔ بلا عذر بھی نفل نماز بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے البتہ بیٹھ کر نفل پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے سے کم ہو گا۔

تیسرا فرض "قرأت":۔ یعنی قیام کی حالت میں قرآن شریف پڑھنا کم از کم ایک آیت قیام کی حالت میں پڑھنا فرض ہے۔ اور فرض کی پہلی دو رکعت اور نماز وتر اور سنت اور نفل کی تمام رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا اور سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی اور سورۃ یا ایک بڑی آیت یا چھوٹی تین آیت پڑھنا واجب ہے

ظہر اور عصر کی نماز میں قرآن شریف آہستہ پڑھا جاتا ہے۔ اور انکو "سری نماز" کہتے ہیں۔ اور فجر کی نماز اور مغرب، وعشا کی پہلی دو رکعت میں امام کو آواز سے قرآن شریف پڑھنا واجب ہے۔ ان نمازوں کو "جہری نماز" کہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص تنہا نماز پڑھے تو اس کو مغرب وعشا و فجر میں بھی آہستہ قرآن شریف پڑھنا چاہیئے۔

اگر کسی شخص کو قرآن شریف کی ایک آیۃ بھی یاد نہ ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ جلد از جلد اتنا قرآن یاد کرے جتنا نماز میں پڑھنا ضروری ہے اور جب تک یاد ہو بجائے قرأت کے سُبْحَانَ اللّٰہِ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھے۔

چوتھا فرض "رکوع":۔ رکوع کی ادنیٰ مقدار اس قدر جھکنا ہے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائے۔ اور مسنون طریقہ رکوع کا یہ ہے کہ اس قدر جھکے کہ سر اور کمر اور کولہے برابر ہو جائیں اور بازو کو پسلی سے جدا رکھے، اور دونوں ہاتھ کی انگلیوں کو کشادہ کر کے گھٹنوں کو پکڑے اور رکوع کی تسبیح یعنی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پڑھے جس کا ادنیٰ درجہ تین مرتبہ پڑھنا ہے اور متوسط درجہ پانچ مرتبہ اور اعلیٰ درجہ سات مرتبہ۔

پانچواں فرض "سجدہ":۔ ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں۔ اور سجدہ کے اندر پیشانی۔ ناک۔ دونوں ہاتھ اور دونوں پیروں کا زمین پر ٹکنا ضروری ہے۔ اور پیروں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رہنی چاہئیں۔ اگر بلا عذر کے صرف پیشانی سے سجدہ کیا اور ناک کو نہ ٹیکا تو سجدہ ہو جائے گا۔

مگر نماز مکروہ ہوگی۔ اور اگر صرف ناک سے سجدہ کیا اور پیشانی زمین پر نہ ٹکی تو سجدہ ادا نہ ہوگا اور نماز صحیح نہ ہوگی۔ سجدہ کی حالت میں سجدہ کی تسبیح یعنی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھے۔ جس کا ادنیٰ درجہ تین مرتبہ اور متوسط درجہ پانچ مرتبہ اور اعلیٰ درجہ سات مرتبہ پڑھنا ہے۔ اور دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان کے ساتھ بالکل سیدھا بیٹھ جائے۔ اگر سیدھا نہ بیٹھا اور ذرا سا سر اٹھا کر دوبارہ سجدہ میں چلا گیا تو یہ ایک سجدہ شمار ہوگا۔

چھٹا فرض "قعدہ اخیرہ" قعدہ اخیرہ اس بیٹھنے کو کہتے ہیں جس کے بعد سلام پھیرنا مقصود ہو۔ تمام نمازوں میں فرض ہوں یا واجب سنت ہوں یا نفل۔ سلام پھیرنے سے قبل التحیات پڑھنے کی بقدر بیٹھنا فرض ہے۔ اور التحیات کا پڑھنا واجب ہے۔

ساتواں فرض اپنے فعل اور ارادہ سے نماز کو ختم کرنا۔

یہ ساتٌ نماز کے فرض ہیں اگر ان میں سے کوئی بات جان کر یا بھول کر چھوٹ گئی تو نماز صحیح نہ ہوگی۔ دوبارہ پڑھی جائے گی۔

نماز کے واجبات

نماز میں چودہ واجب ہیں:۔

(۱) سورۂ فاتحہ پڑھنا۔

(۲) فرض کی دو رکعت میں اور وتر کی اور سنت اور نفل کی ہر رکعت میں

سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیت پڑھنا۔

(۳) فرض نمازوں کی پہلی دو رکعت کو قرأت کے لئے مقرر کرنا۔

(۴) تمام ارکان میں ترتیب کو قائم رکھنا۔

(۵) تمام ارکان کو اطمینان کے ساتھ ادا کرنا۔

(۶) رکوع سے فارغ ہو کر سیدھا کھڑا ہونا۔

(۷) دونوں سجدوں کے درمیان بالکل سیدھا بیٹھنا۔

(۸) قعدۂ اولیٰ یعنی تین اور چار رکعت والی نمازیں دو رکعت پڑھنے کے بعد تشہد کی مقدار بیٹھنا۔

(۹) دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا۔

(۱۰) تمام ارکان پے در پے ادا کرنا۔

(۱۱) امام کو مغرب اور عشا کی پہلی دو رکعت میں اور فجر اور عید اور تراویح کے بعد وتروں میں بلند آواز سے قرآن پڑھنا۔ اور ظہر اور عصر میں آہستہ پڑھنا۔

(۱۲) لفظِ سلام کے ساتھ نماز کو ختم کرنا۔

(۱۳) نماز وتر میں دعا رقنوت کے لئے تکبیر کہنا اور دعا رقنوت پڑھنا۔

(۱۴) دونوں عید کی نمازیں چھ تکبیر زائد کہنا۔

یہ نماز کے چودہ واجب ہیں اگر ان میں سے کوئی جان کر چھوڑ دیا تو نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے اور اگر ان میں سے کوئی بات بھول کر چھوٹ گئی تو سجدہ سہو کرنے سے نماز صحیح ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

نماز کی سنتوں کا بیان

جو چیزیں نماز میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں لیکن ان کی تاکید فرض اور واجب کے برابر ثابت نہیں انھیں سنت کہتے ہیں ان میں سے کوئی سنت بھول کر یا جان کر چھوٹ جائے تو نہ نماز ٹوٹتی ہے اور نہ سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔ البتہ اگر جان بوجھ کر کسی سنت کو چھوڑ دیا تو عتاب اور ملامت کا مستحق ہوگا۔

نماز میں یہ امور سنت ہیں:۔

(۱) تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا۔

(۲) ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیاں کشادہ[1] رکھنا اور ہتھیلی کی جانب کو قبلہ رُخ رکھنا۔

(۳) تکبیر کہتے وقت سر کو سیدھا رکھنا۔

(۴) امام کا تکبیروں کو بلند آواز سے کہنا۔

(۵) سیدھے ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے سے بائیں ہاتھ کے پہنچے کو پکڑنا اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا۔

(۶) ثنا پڑھنا (۷) اعوذ اور بسم اللہ پڑھنا۔

(۸) فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھنا۔

---

[1] نہ زیادہ جڑی ہوئی ہوں اور نہ زیادہ کھلی ہوئی ہوں۔ ۱۲ منہ

(۹) بعد سورۂ فاتحہ آمین کہنا۔

(۱۰) ثنا اور اعوذ اور بسم اللہ اور آمین سب کو آہستہ پڑھنا۔

(۱۱) قیام کی حالت میں دونوں قدموں کے درمیان چار انگشت کی برابر فاصلہ رکھنا۔

(۱۲) سنت کے موافق قرأت کرنا یعنی فجر اور ظہر میں بڑی بڑی سورتیں پڑھنا اور عصر و عشا میں متوسط سورتیں پڑھنا اور مغرب میں چھوٹی سورتیں پڑھنا۔

(۱۳) رکوع اور سجدہ میں تین بار تسبیح پڑھنا۔

(۱۴) رکوع میں سر اور پیٹھ اور کولوں کو برابر رکھنا اور ہاتھ کی انگلیاں پھیلا کر گھٹنوں کو پکڑنا۔

(۱۵) رکوع سے اٹھتے وقت امام کو سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا اور مقتدی کو رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہنا اور تنہا نماز پڑھنے والے کو دونوں کہنا۔

(۱۶) سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے پھر ہاتھ پھر پیشانی زمین پر رکھنا اور سجدے سے اٹھتے وقت اول پیشانی پھر ہاتھ پھر گھٹنوں کو زمین سے اُٹھانا۔

(۱۷) دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر ان کے درمیان سجدہ کرنا۔

(۱۸) سجدہ کی حالت میں پیٹ کو رانوں سے اور بازوؤں کو پہلو سے علیحدہ رکھنا اور عورت کے لئے مناسب ہے کہ سجدہ پست کرے اور پیٹ کو رانوں سے اور بازو کو پیٹ سے ملائے۔

(۱۹) قعدہ اور جلسہ میں بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا اور سیدھے پاؤں کو اس طرح کھڑا رکھنا کہ انگلیوں کے سرے قبلہ رُخ رہیں اور دونوں ہاتھ

رانوں پر رکھنا اور عورت کو چاہیئے کہ دونوں پیر داہنی طرف نکال کر بیٹھے۔

(۲۰) تشہد پڑھتے وقت جب لَآ اِلٰہَ پر پہنچے تو شہادت کی انگلی کو اٹھانا اور اِلَّا اللّٰہُ پر جھکا دینا۔

(۲۱) قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا اور پھر دعا ر مسنون پڑھنا۔

(۲۲) پہلے دائیں طرف سلام پھیرنا پھر بائیں طرف۔

نماز کے آداب

(۱) ہاتھوں کو کپڑے سے باہر رکھنا۔

(۲) قیام کی حالت میں نگاہ کا موضع سجدہ پر رہنا۔ اور رکوع کی حالت میں قدم پر نگاہ رہنا اور سجدہ کی حالت میں ناک پر نگاہ رہنا اور قعدہ کی حالت میں اپنی گود پر نگاہ رہنا اور سلام پھیرنے کی حالت میں مونڈھے پر نگاہ رہنا۔

(۳) بقدر استطاعت کھانسی کو روکنا۔

(۴) جمائی کے وقت منھ کو بند رکھنا۔

(۵) حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر نماز کے لئے کھڑا ہونا۔

(۶) قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ پر امام کا نماز شروع کرنا۔

مُفسِدات نماز

یعنی ان چیزوں کا بیان جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

(۱) نماز میں کلام کرنا۔ جان کر یا بھول کر تھوڑا ہو یا بہت۔

(۲) کسی کو سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا۔ یا چھینکنے والے کو یَرحَمُکَ اللہُ کہنا یا بری خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھنا یا خوشی کی خبر سن کر اَلحَمدُ لِلّٰہِ کہنا۔ یا تعجب کی بات پر سُبحَانَ اللہ کہنا۔ ایسے ہی ہر وہ جملہ جس سے کسی کی بات کا جواب دینا مقصود ہو نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔

(۳) درد یا مصیبت کی وجہ سے آہ یا اوہ یا اُف کہنا یا آواز کے ساتھ رونا لیکن اگر جنت یا دوزخ کے ذکر سے یا خدا تعالیٰ کے خوف سے گریہ وزاری طاری ہو گیا تو کچھ حرج نہیں۔

(۴) قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا یا پڑھتے ہوئے کوئی ایسی غلطی پڑھنا جس سے معنی بالکل بدل جائیں۔

(۵) کوئی ایسا کام کرنا جس سے دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ یہ شخص نماز میں نہیں۔ (۶) کھانا پینا جان کر ہو یا بھول کر۔

(۷) دو صفوں کی بقدر متواتر چلنا۔

(۸) قبلہ کی طرف سے بلا عذر سینہ پھیر لینا۔

(۹) ایک رکن ادا کرنے کی بقدر محل ستر کا کھلنا۔

(۱۰) قہقہہ مار کر آواز سے ہنسنا۔ (۱۱) امام سے آگے بڑھ جانا۔

(۱۲) جوان عورت کا بلا حائل کے پاس کھڑے ہو کر اس نماز میں شریک ہونا بشرطیکہ امام عورت کی نیت بھی کرے۔

(۱۳) اپنے امام کے علاوہ کسی دوسرے امام کی غلطی پر متنبہ کرنا۔ ان سب صورتوں میں نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ پھر از سرِ نو پڑھے۔

مکروہاتِ نماز

(۱) کپڑے کو ایسی طرح ڈال کر نماز پڑھنا کہ پلّے لٹکے رہیں۔

(۲) خاک سے بچانے کے لئے کپڑوں کو ہاتھ سے اٹھانا یا سمیٹنا۔

(۳) کپڑے یا بدن یا کسی اور شے کے ساتھ مشغول ہونا۔

(۴) بلا عذر ننگے سر نماز پڑھنا۔

(۵) پاخانہ پیشاب کے تقاضے کی حالت میں نماز پڑھنا۔

(۶) بالوں کو سر پر جمع کر کے چٹلا باندھ کر نماز پڑھنا۔

(۷) کنکریوں کو ہٹانا لیکن اگر اس قدر کنکریاں ہوں کہ سجدہ کرنا دشوار ہو تو ایک مرتبہ ہٹانے میں مضائقہ نہیں۔

(۸) انگلیاں چٹخانا۔ (۹) کمر یا کوک یا کولے پر ہاتھ رکھنا۔

(۱۰) اِدھر اُدھر دیکھنا یا چہرے کو قبلہ سے پھیرنا۔

(۱۱) کتے کی طرح بیٹھنا۔ یعنی ران کھڑی کر کے بیٹھنا اور رانوں کو پیٹ سے اور گھٹنوں کو سینے سے ملانا۔

(۱۲) سجدہ میں دونوں بازو زمین پر رکھنا۔

(۱۳) کسی شخص کے چہرے کی جانب منہ کر کے نماز پڑھنا۔

(۱۴) بلا عذر چار زانو بیٹھنا۔

(۱۵) کسی جاندار کی تصویر والے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا۔

(۱۶) ایسی جگہ نماز پڑھنا کہ سر کے اوپر یا دائیں بائیں یا سجدہ کی جگہ تصویر ہو۔ (۱۷) تسبیحات وغیرہ کا انگلیوں پر شمار کرنا۔

(۱۸) قصداً جمائی لینا۔

(۱۹) بلا وجہ آنکھوں کو بند کرنا۔

(۲۰) انگڑائی لینا۔ (۲۱) کپڑے میں ایسی طرح لپٹنا کہ ہاتھ نکالنے دشوار ہوں۔ (۲۲) عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرنا۔

(۲۳) بلا عذر صرف پیشانی پر سجدہ کرنا اور ناک کو نہ ٹیکنا۔

(۲۴) نماز کی کسی سنت کو جان کر چھوڑنا۔

(۲۵) شارع عام یا قبرستان میں نماز پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔

جماعت کا بیان

چند آدمی مل کر نماز ادا کریں۔ اور اپنے میں سے اعلیٰ اور افضل کو امام بنائیں اس کو جماعت کہتے ہیں۔ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا سنت موکدہ ہے۔ اور اس میں بہت بڑے بڑے فائدے ہیں۔ دن رات میں پانچ مرتبہ سب مسلمانوں کا ایک جگہ جمع ہونا جس سے آپس میں تعلقات قائم ہوتے ہیں محبت اور انس پیدا ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کے دکھ درد سے واقف ہوتا ہے۔ اور اچھے لوگوں کی

صحبت نصیب ہوتی ہے۔ اور دوسروں کو دیکھ کر عبادت کا شوق پیدا ہوتا ہے جب امیر و غریب آقا اور غلام بلا کسی امتیاز اور بڑائی کے ایک صف میں مالک الملک کے روبرو ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں تو عجز اور انکساری پیدا ہوتی ہے بڑائی اور خودداری دور ہوتی ہے۔ اور باہمی مساوات اخوت اور ہمدردی کا سبق ملتا ہے۔ اور اتفاق و اتحاد اور تنظیم اور اطاعتِ امام کا روح پرور منظر سامنے ہوتا ہے۔

جماعت دو آدمیوں کے ساتھ بھی ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں مقتدی اور امام برابر کھڑے ہوں امام صرف چند انگشت مقتدی سے آگے رہے اور مقتدی داہنی جانب کھڑا ہو۔ اگر مقتدی دو یا دو سے زیادہ ہوں تو امام آگے کھڑا ہو اس کے پیچھے بالغ مردوں کی صف ہو۔ ان کے بعد نابالغ بچوں کی صف ہو۔ ان کے بعد عورتوں کی۔ صفِ اولیٰ کی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے افضل یہ ہے کہ امام کے پیچھے کھڑا ہو اگر وہاں جگہ نہ ہو تو داہنی جانب پھر بائیں جانب۔ صف سیدھی رکھنی چاہیئے اور آپس میں ٹھک کر خوب مل کر کھڑا ہونا چاہیئے۔

عورت، نابالغ بچہ۔ بیمار۔ تیمار دار۔ اندھا۔ لولا۔ لنگڑا۔ اپاہج اور وہ شخص جو بڑھاپے کی وجہ سے معذور ہو گیا ہو ان سب پر جماعت میں حاضر ہونا ضروری نہیں۔ ایسے ہی اگر سخت بارش ہو یا راستہ ناقابل گذر ہو یا راستہ مخدوش ہو یا سفر میں ہو اور گاڑی کے چھوٹ جانے کا اندیشہ ہو یا پیشاب پاخانہ کا تقاضہ ہو تو مجبوری کے وقت میں جماعت ترک کرنے کی اجازت ہے۔

جماعت کی فضیلت

چند احادیث کا ترجمہ ذکر کیا جاتا ہے۔ جن سے جماعت کی فضیلت اور اہمیت اور تاکید پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

(۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جماعت کی نماز تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ افضل ہے۔ (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی)

(۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جماعت کی نماز اس نماز سے جو گھر میں یا بازار میں پڑھی گئی ہو پچیس گونہ بڑھی ہوئی ہے اس لئے کہ جب آدمی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر مسجد کی جانب نکلتا ہے اور نماز کے علاوہ کوئی دوسری غرض اس کو گھر سے باہر نکالنے والی نہیں ہوتی تو اس شخص کا جو قدم بھی اٹھتا ہے اس کے عوض ایک درجہ اس کا بلند کیا جاتا ہے۔ اور ایک خطا اس کی معاف کی جاتی ہے۔ جب یہ شخص نماز ختم کر لیتا ہے تو جب تک باوضو اس جگہ بیٹھا رہتا ہے ملائکہ اس کے لئے مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور جو وقت نماز کے انتظار میں گذرتا ہے۔ وہ نماز ہی میں شمار ہوتا ہے۔" (بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی)

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "جس شخص کی یہ آرزو ہو کہ کل کو خدا کے روبرو اسلام کی حالت میں جائے اس کو چاہیئے کہ ان نمازوں کو اس جگہ ادا کرے جہاں اذان دی جاتی ہو۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رشد و ہدایت کے راستے مقرر کئے ہیں۔

ان ہی میں سے نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا ہے۔ اگر تم فلاں شخص کی طرح گھروں میں نماز پڑھنے لگو گے تو اپنے نبیؐ کے طریقہ کو چھوڑ دو گے۔ اور جب اپنے نبیؐ کے طریقے کو چھوڑ دو گے تو ضرور گمراہ ہو جاؤ گے اور جو شخص وضو کرتا ہے اور اچھی طرح کرتا ہے پھر مساجد میں سے کسی مسجد کا ارادہ کرتا ہے تو حق تعالےٰ اس کے ہر قدم کے عوض ایک نیکی اس کے لئے لکھتے ہیں اور ایک درجہ اس کا بلند کرتے ہیں۔ اور ایک خطا اس کی معاف فرماتے ہیں۔ میں نے اپنی جماعت کا یہ حال دیکھا ہے کہ جماعت سے صرف وہ شخص غائب ہوتا تھا جو کھلم کھلا منافق ہوتا تھا۔ اور اگر کوئی شخص بیمار اور کمزور بھی ہوتا تھا تو دو آدمی گھیٹتے ہوئے اس کو لاتے اور صف میں کھڑا کر دیتے۔ (مسلم۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

(۴) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "جو شخص چالیس دن جماعت کے ساتھ نماز پڑھے۔ اور تکبیر اولیٰ میں شریک ہو جائے اس کو دو پروانے ملتے ہیں۔ ایک جہنم سے خلاصی کا دوسرا نفاق سے بری ہونے کا۔ (ترمذی)

(۵) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد میں نماز کے لئے جائے وہاں پہنچ کر لوگوں کو دیکھے کہ نماز سے فارغ ہو چکے۔ حق تعالیٰ اس شخص کو جماعت سے نماز پڑھنے اور جماعت میں حاضر ہونے والوں کی برابر اجر و ثواب دیتے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے دوسروں کے اجر و ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ (ابوداؤد۔ نسائی)

(۶) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "دو آدمیوں کی نماز کہ ایک دوسرے کی امامت کر رہا ہو حق تعالیٰ کے نزدیک چار آدمیوں کی علیحدہ علیحدہ

نماز سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اسی طرح چار آدمیوں کی جماعت کی نماز آٹھ آدمیوں کی متفرق نماز سے زیادہ محبوب ہے۔ اور آٹھ آدمیوں کی جماعت کی نماز سَو آدمیوں کی متفرق نمازوں سے بڑھی ہوئی ہے۔ (بزار و طبرانی)

(۷) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اندھیری راتوں میں مساجد کی طرف جانے والوں کو اس کمال نور کی بشارت اور خوشخبری ہو جو قیامت کے دن حاصل ہوگا۔ (ابن ماجہ)

جماعت چھوڑنے پر عتاب

جیسا کہ پہلی احادیث سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت اور تاکید معلوم ہوتی ہے ایسا ہی چند احادیث اور ذکر کی جاتی ہیں جن میں جماعت کی نماز کو چھوڑنے پر عتاب اور سرزنش ہے۔

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جو شخص اذان کی آواز سنے اور بلا عذر کے جماعت میں شریک نہ ہو اس شخص کی وہ نماز قبول نہ کی جائے گی جو اس نے تنہا پڑھی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ عذر سے کیا مُراد ہے؟ ارشاد فرمایا بیماری ہو یا کوئی خوف ہو۔ (ابوداؤد)

"مطلب یہ ہے کہ تنہا نماز پڑھنے سے اگرچہ فرض ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے مگر قبولیت کی وہ شان جو جماعت کے ساتھ حاصل ہوتی ہے اس سے محروم رہتا ہے۔"

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "ظلم اور پورا ظلم ہے اور

کفر و نفاق ہے کہ اللہ کے منادی کی آواز سنے جو نماز کی طرف بلاتا ہو۔ پھر بھی نماز کے لئے نہ جائے۔ (مسند امام احمد)

(۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔" میرے خیال میں یہ بات آتی ہے کہ اپنے نوجوانوں کو حکم کر دوں کہ میرے لئے ایندھن جمع کریں پھر اس قوم کے پاس جاؤں جو بلا عذر اپنے گھروں میں نماز پڑھتے ہیں اور ان پر آگ لگا دوں۔" (مسلم۔ ابوداؤد)

(۴) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔" جس گاؤں اور جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہاں جماعت نہ ہوتی ہو تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ پس تم جماعت کو ضروری سمجھو اس لئے کہ بھیڑیا اکیلی بکری کو کھا جاتا ہے اور انسان کا بھیڑیا شیطان ہے۔ (ابوداؤد و نسائی)

(۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ ایک شخص دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو نفل پڑھتا ہے مگر جماعت اور جمعہ کی نماز میں شریک نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا یہ شخص جہنمی ہے۔ (ترمذی)

امامت کا بیان

امامت کے معنی سرداری کے ہیں جو شخص جماعت کا سردار ہو اور تمام جماعت اس کے پیچھے نماز ادا کرے اس کو امام کہتے ہیں۔ امامت کا منصب کوئی معمولی منصب نہیں۔ احادیث میں اس کی بڑی فضیلت اور عظمت آئی ہے پس اولیٰ یہ ہے کہ ایسے شخص کو امام بنایا جائے جو متقی اور پرہیز گار

ہو اور نیک بخت اور دیندار ہو اور مسائلِ نماز سے اچھی طرح واقف ہو قرآن شریف صحیح پڑھتا ہو۔ اگر یہ سب باتیں ایک شخص میں موجود نہ ہوں تو پھر امامت کے لئے سب سے افضل وہ ہے جو جو مسائل نماز سے خوب واقف ہو۔ پھر وہ شخص جو قرآن شریف اچھا پڑھتا ہو۔ پھر وہ شخص جو زیادہ متقی پرہیزگار ہو۔ فاسق۔ فاجر۔ جاہل۔ غیر محتاط اور اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جو بدعات میں مبتلا ہو مکروہ ہے۔ نماز ہو جائے گی۔ مگر کراہت اور ناپسندیدگی کے ساتھ دیوانہ۔ نشہ ور۔ نابالغ اور عورت کے پیچھے نماز درست نہیں ہوتی۔ ایسے ہی نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے فرض نماز ادا نہ ہوگی۔ اور ایک فرض پڑھنے والے کے پیچھے دوسرے فرض ادا نہ ہوں گے۔ مثلاً کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھ رہا ہے تو اس کے پیچھے عصر کی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ:۔ امام کی نماز ٹوٹ جانے سے مقتدی کی نماز بھی ٹوٹ جاتی ہے۔ اور امام کی قرأت مقتدی کو کافی ہے۔ مقتدی کو امام کے پیچھے الحمد اور سورت نہ پڑھنی چاہیئے۔ بلکہ خاموش کھڑا رہے۔ امام آہستہ قرآن شریف پڑھ رہا ہو یا آواز سے۔

مدرک، مسبوق، لاحق کا بیان

مدرک۔ جس کو امام کے ساتھ پوری نماز ملی ہو یعنی پہلی رکعت سے شریک ہوا ہو، اور آخر تک ساتھ رہا ہو۔

مسبوق۔ اس شخص کو کہتے ہیں جس کو امام کے ساتھ شروع سے ایک یا کئی

رکعتیں نہ ملی ہوں۔

لاحق:۔ اس شخص کو کہتے ہیں جس کی امام کے ساتھ شریک ہونے کے بعد ایک یا کئی رکعتیں جاتی رہی ہوں مثلاً ایک شخص امام کے ساتھ شریک ہوا لیکن قعدہ میں بیٹھے بیٹھے سو گیا اور اتنی دیر سوتا رہا کہ امام نے ایک یا دو رکعتیں پڑھ لیں۔

مسبوق کا حکم:۔ مسبوق امام کے ساتھ آخر نماز تک شریک رہے جب امام سلام پھیرے تو اس کے ساتھ سلام نہ پھیرے بلکہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر کھڑا ہو جائے اور چھوٹی ہوئی رکعتوں کو اس طرح ادا کرے کہ گویا اس نے ابھی نماز شروع کی ہے مثلاً جب ایک رکعت چھوٹی ہو تو امام کے سلام کے بعد اسے اس طرح پوری کرے کہ کھڑا ہو کر پہلے ثنا اور اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھے پھر سورۂ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھے اور رکوع و سجدہ کر کے قعدہ کرے اور سلام پھیر دے۔ اور جب ظہر یا عصر یا عشا ریا فجر کی دو رکعت رہ گئی ہوں، تو پہلی رکعت میں ثنا اور تعوذ اور تسمیہ کے بعد فاتحہ اور سورت پڑھے اور دوسری رکعت میں صرف فاتحہ اور سورت پڑھ کر رکوع سجدے کر کے قعدہ کرے اور سلام پھیرے اور اگر ظہر یا عصر یا عشا کی صرف ایک رکعت امام کے ساتھ ملی تو اپنی تین رکعت اس طرح پوری کرے پہلی رکعت میں ثنا ر۔ تعوذ۔ تسمیہ اور فاتحہ اور سورت پڑھے اور رکعت پوری کر کے قعدہ کرے۔ پھر پہلی رکعت میں فاتحہ اور سورت پڑھے اور دوسری رکعت میں صرف فاتحہ پڑھ کر رکعت پوری کرے اور سلام پھیرے۔ اور اگر مغرب کی ایک رکعت امام کے ساتھ ملی ہو تو ایک

رکعت میں ثنا، تعوذ، تسمیہ۔ فاتحہ اور سورت پڑھ کر قعدہ کرے۔ پھر دوسری رکعت میں صرف فاتحہ اور سورت پڑھ کر قعدہ کرے اور سلام پھیرے۔ غرض جب نماز کی صرف ایک رکعت امام کے ساتھ ملی ہو تو اپنی نماز میں ایک رکعت کے بعد قعدہ کرنا چاہیئے خواہ کسی وقت کی نماز ہو **مسئلہ**:۔ اگر مسبوق امام کے سلام پھیرتے ہی کھڑا ہو گیا اور امام نے سجدہ سہو کیا تو مسبوق کو چاہیئے کہ لوٹ آئے اور امام کے ساتھ سجدہ سہو میں شریک ہو جائے۔ **مسئلہ**:۔ اگر مسبوق نے امام کے سلام پھیرنے سے پہلے یا ٹھیک اسکے ساتھ بھول کر سلام پھیر دیا تو اسکے ذمہ سجدہ سہو نہیں اور اپنی نماز پوری کرلے۔ اور اگر امام کے سلام کے بعد اس نے بھول کر سلام پھیرا تو اپنی نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

"لاحق کا حکم"۔ لاحق کی جو رکعت کسی عذر کی وجہ سے رہ گئی تو پہلے اپنی چھوٹی ہوئی نماز امام کا ساتھ چھوڑ کر پڑھے اور اس طرح پڑھے کہ گویا امام کے پیچھے ہے یعنی قرأت نہ کرے اور چھوٹی ہوئی نماز پوری کر کے امام کے ساتھ شریک ہو جا۔" اور اگر امام نماز سے فارغ ہو چکا ہے تو باقی نماز بھی اسطرح پوری کرے جیسے امام کے پیچھے پڑھتا ہے۔

سجدۂ سہو کا بیان

اگر نماز میں بھول کر کمی یا زیادتی ہو گئی ہو تو اگر بھولے سے نماز کا کوئی فرض چھوٹ گیا تو نماز از سرِ نو پڑھنی ضروری ہے۔ اور اگر کوئی واجب چھوٹ گیا تو سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی۔ اگر کسی فرض یا واجب کی ادائیگی

میں دیر کر دی یا کسی فرض کو مقدم کر دیا یا مکرر ادا کر دیا تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو کرنا ضروری ہے۔ اگر چند واجب بھول کر ترک ہو گئے۔ تب بھی ایک سجدہ سہو کافی ہے۔ اگر جان بوجھ کر کوئی واجب ترک کیا ہے تو اب سجدہ سہو کرنا کافی نہیں بلکہ اس نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے اگر امام سے سہو واقع ہو جائے تو مقتدی اور امام دونوں پر سجدہ سہو واجب ہے۔ اور اگر مقتدی سے سہو واقع ہو تو کسی پر بھی سجدہ سہو واجب نہیں۔ بلا سجدہ سہو کے مقتدی کی نماز درست ہو جائے گی۔

سجدہ سہو کرنے کا طریقہ

سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد داہنی طرف سلام پھیرے اور پھر دو سجدے کر کے دوبارہ تشہد پڑھے۔ اور درود شریف اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیرے۔

شک کا بیان۔ اگر کسی شخص کو نماز کی رکعتوں میں شک ہو گیا کہ دو ہوئی یا تین۔ اور یہ شک اتفاقیہ واقع ہو گیا تو نماز کو از سر نو پڑھے اور اگر اکثر مرتبہ شک ہو جاتا ہو تو غالب گمان پر عمل کرے۔ اور اگر کسی ایک جانب غلبہ نہ ہو تو یقینی شئ کو اختیار کرے مثلاً اگر یہ شک ہے کہ تین رکعت پڑھیں یا چار تو تین کو اختیار کرے اور ایک رکعت اور پڑھے۔

سجدۂ تلاوت کا بیان

قرآن مجید میں چودہ جگہ ایسی ہیں جہاں سجدہ کرنا ضروری ہے۔ جب

ان میں سے کوئی آیت تلاوت کی جائے تو پڑھنے اور سننے والے دونوں پر سجدہ کرنا ضروری ہے۔ اور سجدہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر سجدہ میں چلا جائے اور پھر سجدہ کی تسبیح پڑھ کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر اٹھ جائے اس میں تشہد پڑھنے اور سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر نماز میں آیۃ سجدہ پڑھی ہو تو اسی وقت نماز ہی میں سجدہ کرے۔

قضا نماز پڑھنے کا بیان

اگر نماز کو اس کے وقت مقررہ کے اندر پڑھ لیا تو وہ نماز "ادا" کہلائیگی۔ اور اگر نماز کا وقت مقررہ نکل گیا اور بعد میں اس نماز کو پڑھا تو یہ نماز "قضا" کہلائے گی ہر نماز کا اپنے وقت مقررہ پر پڑھنا بہت ضروری ہے۔ اگر وقت نکل گیا اور بلا کسی سخت مجبوری کے نماز نہیں پڑھی تو سخت گنہگار ہوگا۔ اب اگر یہ نماز فرض تھی تو اس کی قضا بھی فرض ہے۔ اور اگر نماز واجب تھی تو قضا بھی واجب ہے۔ اور ضروری ہے کہ ترتیب وار اول قضا نماز پڑھے اس کے بعد ادا نماز پڑھے۔ لیکن اگر چھ نماز یا زائد فوت ہوگئی تو اب ترتیب ضروری نہیں۔ ایسے ہی اگر ادا نماز کا وقت تنگ ہو تو پہلے ادا نماز پڑھ لے اس کے بعد قضا نماز پڑھے۔

بیمار کی نماز کا بیان

جب بیمار میں کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو یا کھڑے ہونے سے تکلیف

ہوتی ہو یا مرض کے بڑھنے کا اندیشہ ہو یا کھڑے ہونے سے چکر آتا ہو۔ ان سب صورتوں میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ جس طرح سہولت ہو بیٹھ کر رکوع اور سجدہ کے ساتھ نماز ادا کرے۔ لیکن اگر رکوع اور سجدہ بھی نہ کر سکتا ہو تو بیٹھ کر اشاروں سے نماز ادا کرے رکوع اور سجدہ کے اشارہ کو سر جھکا کر کرے اور رکوع کی بہ نسبت سجدہ کے اشارہ میں سر کو زیادہ جھکائے تاکہ رکوع اور سجدہ میں فرق اور امتیاز ہو جائے اگر ایسا نہ کیا تو نماز صحیح نہ ہو گی۔ اگر مریض میں بیٹھنے کی بھی طاقت نہو تو لیٹے لیٹے اشارے کے ساتھ نماز ادا کرے۔

لیٹ کر نماز ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ چت لیٹے اور پاؤں قبلہ کیطرف کرے اور گھٹنے کھڑے رکھے۔ پیر پھیلائے نہیں تاکہ قبلہ کی طرف پیر نہ ہوں اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر سر کو ذرا اونچا کرے اور رکوع اور سجدہ کے لئے سر جھکا کر اشارہ سے نماز پڑھے۔ یہ صورت افضل ہے۔ دوسری صورت یہ ہے داہنی کروٹ یا بائیں کروٹ لیٹے اور چہرہ قبلہ کی جانب کرے اور اشارہ سے رکوع وسجدہ ادا کرے۔ ان دونوں صورتوں میں داہنی کروٹ پر لیٹنا افضل ہے۔ اشارہ میں سر کا جھکانا ضروری ہے۔ آنکھ سے اشارہ کرنا کافی نہیں۔ البتہ اگر اشارہ کی بھی طاقت نہ ہو اور ہوش وحواس بالکل نہ ہوں تو نماز کو مؤخر کرے۔ پھر اگر ایک دن رات سے زیادہ اسی حالت میں گذر جائے تو ان نمازوں کی قضا بھی ضروری نہیں اور اگر ایک دن رات یا اس سے پہلے ہوش وحواس درست ہو گئے اور اتنی طاقت آگئی کہ رکوع اور سجدہ کا اشارہ کر سکے تو ان چھوٹی ہوئی

نمازوں کی قضا ضروری اور لازمی ہے۔ اگر عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز شروع کی پھر اس قدر طاقت آگئی کہ کھڑا ہو سکتا ہے تو اسی نماز کو کھڑے ہو کر پورا کرے۔ اور اگر اشارہ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا پھر اثنائے نماز میں اتنی قوت آگئی کہ رکوع اور سجدہ کے ساتھ نماز ادا کر سکے تو دوبارہ رکوع وسجدے کے ساتھ نماز ادا کرے۔

مُسافر کی نماز کا بیان

شریعت میں مسافر اس کو کہتے ہیں جو اتنی دُور جانے کا ارادہ کرے جہاں پیادہ تین روز میں درمیانہ چال کے ساتھ پہنچ جائے۔ علماء نے اسکا اندازہ اڑتالیس ۴۸ میل کیا ہے۔ اگر اڑتالیس میل یا زائد مسافت طے کرنے کا ارادہ ہو تو پیدل سفر کرے یا سواری پر۔ موٹر میں جائے یا ہوائی جہاز یا کسی اور سواری پر اس شخص کے لئے ضروری ہے کہ چار رکعت والی نمازیں یعنی ظہر۔ عصر۔ عشاء بجائے چار رکعت کے دو رکعت پڑھے اس کو "قصر نماز" کہتے ہیں۔ ان تین نمازوں کو بجائے چار کے مسافر کے لئے دو پڑھنا ضروری ہے۔ باقی دو نمازیں مغرب فجر اور وتر پوری پڑھی جائیں گی۔ انمیں کوئی تغیر و تبدل نہیں۔

سفر کی حالت میں ظہر عصر عشا کی دو دو رکعت فرض ہیں۔ پس اگر کسی نے جان بوجھ کر بجائے دو رکعت کے چار رکعت پڑھ لی تو گنہگار بھی ہوگا اور نماز بھی نہ ہوگی۔ البتہ اگر بیچ کی دو رکعت پر بقدر التحیات کے

بیٹھ گیا تو فرض ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔ لیکن اس نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ اور اگر مسافر نے بھول کر بجائے دو رکعت کے چار رکعت پڑھ لی تو کوئی گناہ نہیں سجدہ سہو کرنے سے یہ نماز تمام ہو جائے گی۔ اگر سجدہ سہو نہیں کیا۔ تو پھر دوبارہ اس نماز کو پڑھنا واجب ہے۔ جب مسافر اپنی بستی کی آبادی سے باہر نکل جائے اس وقت سے قصر شروع کرے۔ اور جبتک سفر میں رہے برابر قصر کرتا رہے۔ البتہ اگر کسی شہر یا قصبہ یا گاؤں میں پندرہ دن یا اس سے زائد قیام کا ارادہ ہو تو قصر موقوف کرے اور نماز پوری پڑھے۔

اگر کسی جگہ پندرہ دن سے کم ٹھیرنے کا ارادہ تھا لیکن پھر کسی کام کی وجہ سے زیادہ ٹھیرنا ہو گیا تو خواہ کتنی ہی مدت گذر جائے نماز قصر کرتا رہے لیکن شرط یہ ہے کہ پندرہ دن سے کم ٹھیرنے کی نیت ہو اگر کسی وقت پندرہ دن یا اس سے زائد ٹھیرنے کا ارادہ ہو گیا تو اب قصر کو موقوف کرے اور نماز پوری پڑھے۔

مسافر مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے اس وقت مسافر کو بھی امام کے اتباع میں پوری نماز پڑھنی چاہیئے۔ ایسے ہی اگر امام مسافر ہو تو مقیم اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ لیکن امام کو نماز سے پہلے یہ کہہ دینا چاہیئے کہ میں مسافر ہوں دو رکعت پڑھوں گا جو شخص مقیم ہو وہ اپنی نماز پوری کرلے جب مسافر امام دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کو چاہیئے کہ امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے بلکہ کھڑے ہو کر اپنی نماز کو پوری کرے۔ ان دو رکعت میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے بلکہ سورۂ فاتحہ کی بقدر خاموش کھڑا ہو کر رکوع میں چلا جائے اور ان دو رکعت میں سہو واقع ہو جائے تو سجدہ سہو بھی نہ کرے اس لئے کہ

اس وقت حکماً یہ شخص امام کے پیچھے ہے۔ چلتی ریل اور جہاز میں کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرے فرض اور واجب نماز کے لئے کھڑا ہونا اور قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے۔ البتہ اگر کسی وجہ سے کھڑے ہونے سے مجبور ہو تو پھر بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اور نفل نماز کے لئے کھڑا ہونا ضروری نہیں۔ بلا عذر بیٹھ کر بھی پڑھ سکتا ہے۔ اگر درمیان نماز میں ریل یا جہاز گھوم جانے کی وجہ سے نمازی کا رُخ قبلہ سے پھر گیا تو جب اس کو معلوم ہو جائے فوراً نماز ہی میں قبلہ کی طرف پھر جائے ورنہ نماز نہ ہو گی۔ اگر سفر میں کوئی نماز فوت ہو گئی تو اس کی قضا میں بھی قصر ہی کرنا چاہیئے۔ اگر چہ مقیم ہونے کے بعد قضا کرے۔ جیسا کہ اگر اقامت کی نماز کو سفر کی حالت میں قضا کرنا چاہے تو اس نماز کو پورا پڑھنا ہو گا۔ اس نماز کا قصر جائز نہ ہو گا۔ مسافر کو حالت سفر میں اگر تنگی اور دشواری ہو تو سنّت اور نفل نمازوں کو چھوڑ سکتا ہے لیکن اگر کوئی تنگی اور دشواری نہ ہو تو سنتوں کا پڑھنا افضل اور اولیٰ ہے۔ فرض نمازوں کی طرح وتر بھی کسی حالت میں ساقط نہیں ہوتے۔

نمازِ وتر کا بیان

وتر کی تین رکعت واجب ہیں جن کا وقت عشار کی نماز کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔ وتر اگر چہ مرتبہ میں فرض نماز سے کم درجہ پر ہے۔ لیکن عمل میں فرض کے برابر ہے۔ جس طرح فرض نماز کو چھوڑنے سے سخت گنہگار ہو گا۔ اور اس کی قضا ضروری ہو گی۔ اسی طرح وتر چھوڑنے سے بھی گنہگار ہو گا،

اور اس کی قضا ضروری ہوگی۔ احادیث میں وتر نماز کی بڑی تاکید اور فضیلت آئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔" حق تعالیٰ نے ایک نماز کے ذریعہ تمہاری امداد فرمائی ہے اور وہ نماز تمہارے لئے سُرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے اور وہ نماز وتر ہے۔ جس کا وقت نماز عشاء اور طلوع فجر کا درمیان ہے۔

(جمع الفوائد بروایت ترمذی و ابوداؤد)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔" نماز وتر حق ہے جو شخص وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔" حضور اقدسؐ نے تین بار یہ جملہ ارشاد فرمایا۔

(جمع الفوائد بروایت ابوداؤد)

وتر پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ تین رکعت وتر واجب کی نیت کرے اور دو رکعت فاتحہ اور سورت کے ساتھ پڑھ کر قعدہ میں بیٹھ جائے اور صرف التحیات پڑھے اور بغیر سلام پھیرے تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے اور اول فاتحہ اور سورت پڑھے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے پھر ہاتھ باندھ کر آہستہ دعاء قنوت پڑھے اور دعاء قنوت کے بعد رکوع اور سجدہ کر کے قعدہ میں بیٹھ جائے اور التحیات اور درود شریف پڑھ کر سلام پھیرے۔ دعاء قنوت یاد نہ ہو اس کو یاد کرے اور جب تک یاد نہ ہو اس کے بجائے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ تین مرتبہ پڑھے۔ وتر میں دعاء قنوت کا پڑھنا واجب ہے، اگر جان کر دعاء قنوت چھوڑ دی تو وتر ادا نہ ہوں گے۔ اور اگر بھول کر چھوٹ گئی تو سجدہ سہو کرنے سے وتر ادا ہو جائیں گے۔ وتر نماز کا افضل وقت آخر

شب ہے لیکن اگر فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو عشار کے بعد پڑھ لینا بہتر ہے۔
وتر نماز تنہا پڑھنی چاہیئے۔ البتہ صرف رمضان میں تراویح کے بعد جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔

سُنت اور نفل نمازوں کا بیان

فرض اور واجب نمازوں کے علاوہ جن نمازوں کا پڑھنا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو ان کو سنت نماز کہتے ہیں۔ ان میں بعض نمازیں وہ ہیں جن کی تاکید اور فضیلت احادیث میں زیادہ وارد ہوئی وہ سنت "مؤکدہ" کہلاتی ہیں اور جن نمازوں کی تاکید نہیں بلکہ صرف ان کی فضیلت بیان کی گئی اور ان کو پڑھنے کی ترغیب دی گئی وہ "سنت غیر مؤکدہ" کہلاتی ہیں۔

سنت مؤکدہ۔ دو رکعت نماز فجر سے پہلے اور چار رکعت نماز ظہر سے پہلے۔ اور دو رکعت نماز ظہر کے بعد اور دو رکعت نماز مغرب کے بعد۔ اور دو رکعت نماز عشا کے بعد۔ اور چار رکعت نماز جمعہ سے پہلے اور چار رکعت نماز جمعہ کے بعد اور رمضان شریف میں نماز تراویح کی بیس رکعتیں یہ سب سنت مؤکدہ ہیں۔

سنت غیر مؤکدہ۔ نماز عصر سے پہلے چار رکعت اور عشار کی سنت مؤکدہ کے بعد دو رکعت اور مغرب کی سنت مؤکدہ کے بعد چھ رکعت۔ اور جمعہ کی سنت مؤکدہ کے بعد دو رکعت۔ اور تحیۃ الوضو کی دو رکعت۔ اور تحیۃ المسجد کی دو رکعت۔ اور نماز چاشت کی چار یا آٹھ رکعت اور اشراق کی دو یا

چار رکعت اور نماز وتر کے بعد دو رکعت اور نماز تہجد کی چار یا چھ یا آٹھ رکعت صلوٰۃ التسبیح۔ نماز استخارہ۔ نماز توبہ۔ نماز حاجت۔ یہ تمام نمازیں سنتِ غیر مؤکدہ ہیں۔

نمازِ تراویح

رمضان شریف کے مہینہ میں عشاء کے بعد بیس رکعت پڑھنا "نماز تراویح" ہے۔ نماز تراویح کا پڑھنا مردوں اور عورتوں سب کے لئے سنتِ مؤکدہ ہے۔ جس کی بڑی فضیلت اور خیر و برکت ہے۔ اور اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ نماز تراویح کو جماعت کے ساتھ ادا کیا جائے۔ جماعت کے ساتھ نماز تراویح کا ادا کرنا سنت علی الکفایہ ہے پس اگر کسی جگہ تراویح کی جماعت نہ ہو تو محلہ کے تمام مسلمان گنہگار ہونگے نماز تراویح کے بعد نماز وتر بھی جماعت کے ساتھ ادا کی جائے عورتوں کو بھی نماز تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنی چاہیئے۔ چند عورتیں گھروں میں جمع ہو کر کسی مرد کو امام بنالیں۔ امام مقتدی عورتوں کا محرم ہو یا پھر پردہ کا پورا انتظام ہو۔

نماز تراویح میں پورے مہینہ میں ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کرنا سنت ہے۔ اگر مقتدیوں کو تنگی اور دشواری نہ ہو تو دو تین یا اس سے زائد قرآن مجید کا ختم کرنا زیادہ اچھا ہے۔ جس قدر قرآن مجید پڑھا جائے گا اسی قدر اجر و ثواب زیادہ ہو گا۔ لیکن ایک قرآن مجید سے کم نہ ہونا چاہیئے۔

نماز تراویح کی بیس۲۰ رکعت اس طرح ادا کی جائیں۔ کہ دو دو رکعتوں کی

نیت کرے اور ہر دو رکعت پر سلام پھیر دے اور ہر ترویحہ یعنی چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر بیٹھنا مستحب ہے۔ اس بیٹھنے میں آہستہ آہستہ تسبیحات اور دعائیں اور استغفار پڑھتا رہے۔

نمازِ تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے طلوعِ فجر تک ہے۔

نمازِ جمعہ کا بیان

جمعہ مسلمانوں کی ایک عید ہے جو ہفتہ میں ایک مرتبہ آتی ہے۔ شہر اور قصبہ کے سب مسلمان صاف ستھری پوشاک پہن کر وہاں کی بڑی مسجد میں جمع ہوتے ہیں اور سب مل کر خدا کی حمد و ثنا اور عبادت کرتے ہیں۔ اپنی بندگی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور خدا کی خدائی کا اقرار کرتے ہیں امام ان کو خطبہ میں خدا تعالےٰ کے احکامات سناتا ہے اور سب خاموشی کے ساتھ ان کو سنتے ہیں اور پھر سب مل کر خداوند کریم کی بارگاہ عالی میں اپنی اپنی معروضات پیش کرتے ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں۔

جمعہ کے دن ظہر کے وقت میں بجائے ظہر کی نماز کے جمعہ کی دو رکعت فرض ہیں جن کی تاکید اور فضیلت اور فرض نمازوں سے بہت زیادہ ہے۔

اِن دو رکعت کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ تمام مسلمان ایک بڑی مسجد میں جمع ہوں اپنے میں سے سب سے اعلیٰ اور افضل کو امام بنائیں امام منبر پر کھڑا ہو کر سامعین کی طرف منہ کرکے اور مؤذن اس کے سامنے کھڑا ہو کر اذان کہے پھر امام عربی زبان میں دو خطبہ پڑھے جو نہ زیادہ طویل ہوں اور نہ زیادہ

مختصر پہلے خطبہ میں خداوند کریم کی حمد وثنا اور تسبیح وتقدیس اور کچھ احکامات بیان کرے اور چند آیاتِ قرآنی تلاوت کرے پھر تھوڑی دیر کیلئے خاموش بیٹھ جائے۔ پھر کھڑا ہوکر دوسرا خطبہ پڑھے۔ اس میں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے اور آپکے خلفائے راشدین اور صحابۂ کرام کا ذکرِ خیر کرے اور عام مسلمانوں کیلئے طلب مغفرت کرے اور اسلام اور مسلمانوں کی ترقی اور شان وشوکت کیلئے دعا مانگے۔ پھر مؤذن تکبیر کہے اور امام دو رکعت پڑھائے جن میں آواز کے ساتھ قرأت پڑھے۔

خطبہ کا پڑھنا اور اس کا عربی زبان میں ہونا ضروری ہے اور سمجھ میں آئے یا نہ آئے خاموشی کے ساتھ خطبہ سننا ضروری ہے جب امام خطبہ کے لئے کھڑا ہوجائے تو بات کرنا کھانا پینا یا کچھ پڑھنا نہ چاہیئے۔ حتیٰ کہ اس وقت نہ سلام کا جواب دے نہ سنت ونفل نماز پڑھے نہ تلاوت قرآن پاک کرے بلکہ نماز کی ہیئت کیساتھ سکون ووقار سے بیٹھا رہے۔

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد خرید وفروخت ممنوع ہے۔ اذان کے بعد نماز کا اہتمام شروع کر دینا ضروری ہے۔

جمعہ کی نماز سے پہلے چار رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ اور ان چار رکعت کے بعد دو رکعت پڑھنا مستحب ہے۔

جمعہ کی نماز ہر اس شخص پر فرض ہے جو مرد ہو بالغ ہو آزاد ہو۔ مقیم ہو تندرست ہو۔ صحیح سالم ہو اور عورت نابالغ بچہ۔ غلام۔ مسافر۔ بیمار۔ نابینا۔ لنگڑا ان لوگوں پر جمعہ کی نماز فرض نہیں البتہ اگر یہ جمعہ کی نماز پڑھ لیں تو پھر ان پر سے ظہر کی نماز ساقط ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر جمعہ کی نماز نہ پڑھ سکیں تو پھر

ظہر کی نماز بغیر جماعت کے ادا کرنی چاہیئے۔ جہاں جمعہ فرض ہے وہاں جمعہ کے دن ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ نہیں پڑھی جاسکتی۔

جمعہ کی نماز صحیح ہونے کی چند شرطیں ہیں:۔

اوّل۔ شہر یا شہر کے قائم مقام بڑا گاؤں یا قصبہ ہونا۔

دوسرے۔ ظہر کا وقت ہونا۔

تیسرے۔ نماز سے پہلے خطبہ ہونا۔

چوتھے۔ جماعت یعنی امام کے علاوہ کم از کم تین آدمی ہونا۔

پانچویں۔ ایسی جگہ ہونا جو عام ہو اور ہر شخص بلا روک ٹوک جاسکے۔

اگر ان میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو جمعہ کی نماز ادا نہ ہوگی۔

جمعہ کی فضیلت اور تاکید

(۱) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک بار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ "حق تعالیٰ نے تم پر اس جگہ اس وقت اس مہینہ اس سال سے قیامت تک کے لئے جمعہ کی نماز فرض کر دی ہے جو شخص جمعہ کی نماز کو امام کے ساتھ نہ پڑھے خواہ امام اچھا ہو یا بُرا تو حق تعالیٰ اسکو پریشان خاطر کرے۔ اور کبھی اس کے کاموں میں برکت نہ دے۔ متنبہ ہو جاؤ کہ ایسے شخص کی نہ نماز مقبول ہوتی ہے نہ حج مقبول ہے۔ نہ کوئی نیکی مقبول ہے۔ نہ صدقہ وخیرات مقبول ہے۔ (جمع الفوائد)

(۲) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میرا دل چاہتا ہے کہ

میں ایک شخص کو نماز جمعہ پڑھانے کے لئے کھڑا کر دوں اور پھر ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو بلا وجہ جمعہ کی نماز کو چھوڑ کر گھروں میں بیٹھے ہیں۔

(۳) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اپنی استطاعت کے موافق پاک و صاف ہو کر تیل اور خوشبو لگائے پھر نماز جمعہ کے لئے جائے اور لوگوں کے سروں کو نہ پھلانگے۔ (بلکہ جہاں جگہ مل جائے وہیں کھڑا ہو جائے) اور نماز پڑھے تو خاموشی سے اسکو سنے حق تعالیٰ اس کے جمعہ سے جمعہ تک کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

(جمع الفوائد بروایت بخاری شریف)

اگر غسل نہ کر سکتا ہو تو اچھی طرح وضو کر لے کہ اس کا بھی یہی ثواب ہے۔ دوسری حدیث میں وارد ہے "جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا پھر نمازِ جمعہ کے لئے گیا اور خاموشی کے ساتھ خطبہ سنا اس کے جمعہ سے جمعہ تک کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (جمع الفوائد بروایت مسلم ابوداؤد ترمذی)

(۴) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور آنے والوں کے نام ترتیب وار لکھتے ہیں۔ امام جب منبر پر آجاتا ہے تو فرشتے دفتر بند کر دیتے ہیں اور خطبہ سننے لگتے ہیں۔ (جمع الفوائد بروایت صحاح ستہ)

جمعہ کے دن کی فضیلت

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "سب سے افضل دن

جمعہ کا دن ہے اسی میں حضرت آدم علیہ السّلام پیدا ہوئے اور اسی دن انکی وفات ہوئی۔ اور اسی دن صُور پھُنکے گا اور اسی دن حشر ہو گا۔ تم اس دن کثرت سے مجھ پر درود بھیجا کرو اس لیے کہ تمہارا درود شریف مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہوتی ہے جس میں جو کچھ بھی بندہ مانگتا ہے حق تعالیٰ اس کو عطا کرتے ہیں۔

صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ وہ کونسی ساعت ہے۔؟

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔" نماز کھڑے ہونے کے بعد سے ختم تک"۔

دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کے خطبہ شروع کرنے کے بعد سے ختم نماز تک یہ ساعت ہے۔

ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساعت جمعہ کے دن کا آخری وقت ہے۔ پس چاہیئے کہ ان سب اوقات میں حق تعالیٰ کی جانب متوجہ رہے اور ان اوقات کو ذکر الہٰی میں گذار دے۔

نمازِ عیدُ کا بیانُ

عید کا دن نشاط وسرور فرحت وخوشی کا دن ہے جو سال میں دومرتبہ حاصل ہوتا ہے پہلی خوشی اس کی کہ رمضان شریف کا مبارک مہینہ آیا اس میں خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور نعمتوں کی بارش ہوئی تم نے جی لگا کر مہینہ بھر اپنے پروردگار کی خوب عبادت کی اس کے حکم کے مطابق صبح سے شام تک بھوکے پیاسے رہے اور رات کو یادالہٰی میں بسر کیا اس کی خوشی میں رمضان مبارک کے ختم

ہوتے ہی یکم شوال کا دن تمہارے لئے سرور و نشاط فرحت و خوشی کا دن مقرر کردیا گیا۔ اور اس دن کو "عیدالفطر" کہتے ہیں۔ اس لئے کہ مہینہ بھر کی بندش کے بعد آج کھانے پینے کی اجازت حاصل ہوئی۔

حدیث شریف میں آیا ہے "جب عیدالفطر کا دن ہوتا ہے فرشتے راستوں پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور آواز لگاتے ہیں اے گروہ مسلمین اپنے رب کریم کی طرف لپکو وہ تمہیں ایک اچھے کام کی توفیق دیتا ہے پھر اس پر ثواب عظیم عطا فرماتا ہے تمہیں رمضان المبارک کی راتوں میں نماز پڑھنے کا حکم دیا اور تم نے نماز پڑھی تمہیں دن میں روزہ رکھنے کا حکم دیا تم نے روزہ رکھا، تم نے اپنے رب کے حکم کی اطاعت کی اب اس کا انعام حاصل کرو۔

جب نماز عید ختم ہوجاتی ہے تو فرشتے آواز لگاتے ہیں۔ خوش ہوجاؤ کہ تمہارے پروردگار نے تمہاری مغفرت فرمادی اب تم خوشی خوشی اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ"۔ اسی لئے اس دن کو انعام واکرام کا دن کہتے ہیں اور آسمانوں میں اس دن کا نام "یوم جائزہ" ہے۔ (جمع الفوائد)

دوسری خوشی فریضۂ حج کی ادائیگی کی خوشی ہے۔ ۹ رذی الحجہ کو حجاج میدانِ عرفات میں دربار خداوندی میں حاضر ہوتے ہیں ان پر خداوند کریم کی نعمتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں پھر وہ لوگ جو وہاں کی حضوری سے محروم ہیں خدا کی نعمتوں اور رحمتوں سے کیوں محروم رہیں ان کے لئے ۱۰ ذی الحجہ سرور و نشاط اور راحت و خوشی کا دن مقرر فرمایا تاکہ یہ بھی خداوند کریم کی رحمتوں اور نعمتوں سے سرفراز ہوں۔ اس دن کو "عیدالاضحیٰ" اور "بقرعید"

کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اس دن نماز عید کے بعد قربانی کی جاتی ہے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو اہلِ مدینہ سال میں دو میلے کرتے تھے۔ حضور اقدس نے دریافت فرمایا یہ کیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ زمانہ جاہلیت میں ہم ان ایام میں خوشی مناتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ خدا تعالیٰ نے انکے عوض ان سے بہتر دن خوشی منانے کے لئے تمہیں عطا فرمائے۔ ایک عید الفطر اور دوسرا عید الاضحیٰ۔ (جمع الفوائد بروایت ابوداؤد نسائی)

عیدین کے دن دو رکعت نماز واجب ہیں جن لوگوں پر جمعہ کی نماز فرض ہے انھیں پر عید کی نماز بھی واجب ہے۔ اور جو شرطیں جمعہ کی نماز کی ہیں وہی عید کی نماز کی ہیں۔ مگر عیدین کی نماز کا خطبہ نماز کے بعد پڑھا جاتا ہے اور خطبہ کا پڑھنا اور سننا سنت مؤکدہ ہے واجب نہیں۔

عید کی نماز کے لئے اذان اور تکبیر نہیں بلکہ آفتاب بلند ہونے کے بعد سب مسلمان ایک جگہ جمع ہوں جب سب جمع ہو جائیں تو امام ان کو اول دو رکعت نماز پڑھائے اور ہر ایک رکعت میں تین تکبیر زائد کہے۔ ان زائد تکبیروں کا کہنا امام اور مقتدی دونوں پر واجب ہے پھر امام کھڑا ہو کر دو خطبے جمعہ کی طرح پڑھے اور تمام لوگ خاموش بیٹھ کر سنیں۔ اگر عید الفطر کی نماز ہے تو خطبہ میں صدقہ فطر کے مسائل بیان کئے جائیں اور اگر عید الاضحیٰ کی نماز ہے تو خطبہ میں قربانی کے مسائل بیان کئے جائیں۔

عید کی نماز کا طریقہ اول اس طرح نیت کرے کہ میں عید الفطر یا

عیدالاضحیٰ کی دو رکعت واجب معہ چھ تکبیروں کے اس امام کے پیچھے پڑھتا ہوں پھر تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور ثنا پڑھے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور ہاتھ چھوڑ دے پھر دوسری بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور ہاتھ چھوڑ دے۔ پھر تیسری بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور ہاتھ باندھ لے پھر امام اعوذ اور بسم اللہ آہستہ اور سورۂ فاتحہ اور سورت آواز سے پڑھے۔ اور مقتدی کچھ نہ پڑھے۔ پھر رکوع اور سجدے کر کے دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوں۔ دوسری رکعت میں اول امام سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھے پھر سب اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور ہاتھوں کو چھوڑ دیں پھر دوسری دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائیں اور ہاتھوں کو چھوڑ دیں۔ پھر تیسری دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائیں اور ہاتھوں کو چھوڑ دیں۔ پھر چوتھی مرتبہ بغیر ہاتھ اٹھائے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر رکوع میں جائیں اور طریقہ کے موافق دو رکعت پوری کریں۔

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص عید کی نماز میں حالت قیام میں شریک ہوا تو اس کو چاہیئے کہ نیت کر کے زائد تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام قرات شروع کر چکا ہو اور اگر امام کے رکوع میں جانے کے بعد پہنچا تو اگر گمان غالب ہو کہ تکبیریں کہنے کے بعد رکوع مل جائے گا تو نیت باندھ کر اول زائد تکبیریں کہے پھر رکوع میں جائے اور اگر رکوع کے نہ ملنے کا خطرہ ہو تو رکوع میں شریک ہو جائے اور حالت رکوع میں بجائے سبحان ربی العظیم کے زائد تکبیریں کہہ لے مگر

ہاتھ نہ اٹھائے اگر اس کی تکبیریں پوری ہونے سے پہلے امام رکوع سے سر اٹھالے! تو اس کو بھی سر اٹھالینا چاہیئے اور جس قدر تکبیریں رہ گئیں وہ معاف ہیں۔

اور اگر کسی کو عید کی ایک رکعت ملی تو اس کو چاہیئے کہ امام کے فارغ ہونے کے بعد دوسری رکعت ادا کرے جس میں اول قرات کرے پھر تکبیریں کہے۔

عید کے مستحبات۔ (۱) غسل اور مسواک کرنا۔

(۲) اپنے پاس جو کپڑے موجود ہوں ان میں سے اچھے کپڑے پہننا۔

(۳) خوشبو لگانا۔ (۴) عید گاہ میں عید کی نماز پڑھنا۔

(۵) عید گاہ پیدل جانا۔ (۶) ایک راستہ سے جانا اور دوسرے رستہ سے واپس آنا۔

(۷) عید کی نماز سے پہلے گھر میں یا عید گاہ میں نفل نماز نہ پڑھنا۔ اور عید کی نماز کے بعد عید گاہ میں نفل نہ پڑھنا۔ گھر واپس آکر پڑھ لے تو کچھ حرج نہیں۔

(۸) نماز عید الفطر سے پہلے کھجور یا کوئی میٹھی چیز کھانا۔

(۹) اگر صدقہ فطر واجب ہو تو اس کو نماز سے پہلے ادا کرنا۔

(۱۰) عید الاضحیٰ میں نماز عید کے بعد اپنی قربانی کا گوشت کھانا۔

عید الفطر کی نماز کو جاتے ہوئے راستہ میں آہستہ آہستہ تکبیر کہنا مستحب ہے اور عید الاضحیٰ میں ذرا بلند آواز سے تکبیر کہتے ہوئے جانا مستحب ہے۔

عید الاضحیٰ کے خاص احکام اگر مالدار اور صاحب نصاب ہو تو اس کو عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد قربانی کرنا واجب ہے۔ اور نویں ذی الحجہ کی نماز فجر سے تیرھویں کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد جو

جماعت کے ساتھ پڑھی ہو ایک مرتبہ تکبیر پڑھنا واجب ہے۔

تکبیر یہ ہے:۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ نویں تاریخ کو "یوم عرفہ" کہتے ہیں اور دسویں کو یوم نحر، اور گیارھویں، بارھویں، تیرھویں یہ تین دن ایام تشریق کہلاتے ہیں۔

مُسافرِ آخرت کا بیان

جب موت کے آثار نمایاں ہو جائیں اور نزع (جانکنی) کی حالت شروع ہو جائے تو مریض کو قبلہ رُخ لِٹا دیا جائے اور اس کے پاس بیٹھ کر سورہ یٰسین کی تلاوت کی جائے تاکہ اس کی برکت سے سہولت سے جان نکل جائے۔ اور کلمہ شہادت کی تلقین کی جائے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص پاس بیٹھ کر آواز کے ساتھ کلمہ شہادت پڑھتا رہے۔ تاکہ اسے سن کر مریض بھی پڑھنے لگے ایسی سخت تکلیف اور پریشانی کے وقت مرنے والے سے کلمہ پڑھنے کو نہ کہا جائے نہ معلوم اس بے چارہ پر کیا حالت گذر رہی ہے اور بد حواسی میں اسکی زبان سے کیا نکل جائے۔ بلکہ ایسی تدابیر اختیار کی جائیں جس سے مرنیوالا خود بخود کلمہ پڑھنے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جس شخص کا آخری کلام لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔"

جب سانس ختم ہو جائے تو جباڑے کو باندھ دیا جائے ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیے جائیں اور آنکھوں کو بند کر دیا جائے۔ آنکھ بند کرتے وقت یہ پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اللّٰھُمَّ یَسِّرْ عَلَیْہِ اَمْرَہٗ وَسَہِّلْ عَلَیْہِ مَابَعْدَہٗ وَاَسْعِدْہُ وَاجْعَلْ مَاخَرَجَ اِلَیْہِ خَیْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْہُ۔

اور تجہیز و تکفین میں جلدی کی جائے۔ صحاح ستہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تم جنازے کی تیاری میں جلدی کیا کرو۔ مرنے والا اگر نیک بخت ہے تو بہتر یہ ہے کہ تم اسکو اسکے ٹھکانے پر جلد پہنچا دو۔ اور اگر مرنیوالا بد بخت ہے تو اسکی گندگی سے جلد فراغت حاصل کرو۔

غسل اور کفن کا طریقہ

اوّل کفن کا انتظام کیا جائے۔ مرد کے کفن کے لئے تین کپڑے مسنون ہیں۔

(۱) قمیص (۲) ازار۔ (۳) چادر۔

ازار اور چادر مرنے والے کے قد سے اتنے بڑے ہوں کہ مردہ کو ان میں لپیٹنے کے بعد سر اور پیر کی طرف باندھا جا سکے۔ اور عرض اس قدر ہو کہ اس میں مُردہ کو لپیٹا جا سکے۔ قمیص کے لئے سینے کی ضرورت نہیں نہ آستینوں کی ضرورت ہے بلکہ ویسے ہی کپڑا درمیان سے پھاڑ کر گلے میں ڈال دیا جائے۔ اور عورت کے لئے مسنون یہ ہے کہ دو کپڑے اور زائد کئے جائیں۔ ایک اوڑھنی جس سے سر کو چھپایا جا دے۔ دوسرے سینہ بند جو سینہ پر لپیٹا جائے۔ یہ مقدار کفن کی مسنون ہے۔ اگر یہ میسّر نہ ہو تو مرد کے لئے ازار اور چادر کافی ہے اور عورت کے لئے ازار اور چادر اور اوڑھنی کافی ہے۔ اگر یہ بھی میسّر نہ ہو تو جس قدر کپڑا میسّر ہو اس میں کفن دیا جائے۔ کفن کے لئے سوتی سفید نیا کپڑا ہونا افضل ہے۔ اگر ایسا کپڑا میسّر نہ ہو تو پھر جیسا بھی میسّر ہو کافی ہے البتہ کپڑے کا

الفاظ کہے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ وَصَوْمَ الْغَدِ مِنْ رَمَضَانَ نَوَيْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ

ترجمہ:۔"اے اللہ تیرے ہی لئے روزہ رکھا اور تجھ ہی پر ایمان لایا اور تجھ ہی پر بھروسہ کیا۔ اور تیرے رزق سے افطار کیا۔ اور کل کے روزہ کا میں ارادہ کرتا ہوں تو میرے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف فرما۔"

وہ اُمور جو روزہ میں مکروہ ہیں

بلا عذر کسی شے کو چکھنا یا چبانا مکروہ ہے۔ ہاں جس عورت کا خاوند سخت بدمزاج ہو اسے زبان کی نوک سے سالن کا نمک چکھ لینا جائز ہے۔ لیکن چکھ کر فوراً تھوک دینا چاہیئے تاکہ اس کا اثر حلق میں نہ پہنچے۔ کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا اور پانی منہ میں بھر کر دیر تک رکھنا مکروہ ہے ایسے ہی تھوک کو منہ میں جمع کرنا اور پھر نگل لینا مکروہ ہے۔ کوئلہ یا منجن سے دانت صاف کرنا مکروہ ہے۔

روزہ دار کو مسواک کرنا اگرچہ تازی جڑ یا شاخ کی ہو اور سرمہ لگانا اور سر میں تیل ڈالنا یا بدن پر تیل ملنا اور خوشبو لگانا یا سونگھنا اور ٹھنڈک کے لئے غسل کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ فصد کرانے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اس قدر ضعف کا اندیشہ ہو کہ روزہ کھولنا پڑے تو مکروہ ہے۔ اگر کوئی شخص اجنبی ہو اور صبح صادق ہو گئی ہو یا دن میں احتلام ہو گیا ہو تو

کچھ مضائقہ نہیں۔ البتہ بلا عذر نہانے میں دیر کرنا اور ناپاکی کی حالت میں رہنا مکروہ ہے۔

اگر بھول کر کچھ کھا پی لیا یا بلا قصد خود بخود قے ہوگئی یا اپنا تھوک نگل لیا یا مکھی یا مچھر یا دھواں بلا قصد حلق میں چلا گیا تو روزہ میں کسی قسم کی خرابی نہیں ہوتی۔

وہ امور جن سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے

جن امور سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے وہ دو قسم کے ہیں ایک وہ جن سے صرف قضا واجب ہوتی ہے۔ دوسرے وہ جن سے قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں۔ جن امور سے صرف قضا واجب ہوتی ہے وہ یہ ہیں۔

(۱) کسی نے زبردستی روزہ دار کے منہ میں کوئی چیز ڈال دی اور وہ حلق سے اتر گئی۔

(۲) روزہ یاد تھا اور کلی کرتے وقت بلا قصد حلق میں پانی اتر گیا۔

(۳) قے آئی اور قصداً حلق میں لوٹالی۔

(۴) قصداً منہ بھر کر قے کر ڈالی۔

(۵) کنکری یا پتھر کا ٹکڑا یا گٹھلی یا مٹی یا کاغذ کا ٹکڑا قصداً نگل لیا۔

(۶) دانتوں میں رہی ہوئی چیز کو زبان سے نکال کر نگل لیا جب کہ وہ شے چنے کے دانے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو۔ اور اگر منہ سے باہر نکال کر پھر نگلا تو چاہے چنے سے کم ہو یا زیادہ روزہ ٹوٹ جائیگا۔

(۷) کان میں تیل ڈالنا۔ (۸) ناس لینا۔ (۹) دانتوں میں سے نکلے ہوئے

خون کو نگلنا جبکہ خون تھوک پر غالب ہو اگر خون مغلوب ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۰) یہ سمجھ کر کہ صبح صادق نہیں ہوئی سحر کھالی پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی۔

(۱۱) یہ سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہو چکا روزہ کھول دیا پھر معلوم ہوا کہ ابھی آفتاب غروب نہ ہوا تھا۔

(۱۲) بھول کر کچھ کھا پی لیا اور یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ چکا پھر قصداً کھایا پیا۔ (۱۳) رمضان کے علاوہ اور دنوں میں جان کر روزہ توڑنا۔

ان سب صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضا لازم آتی ہے

جن امور سے قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں یہ ہیں:۔

(۱) ایسی چیز جو غذا یا دوا یا لذت کے طور پر استعمال کی جاتی ہو جان کر کھانا پینا۔

(۲) قصداً صحبت کرنا۔

(۳) فصد کھلوائی یا سرمہ لگایا اور پھر یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا قصداً کھا پی لیا۔

ان سب صورتوں میں روزہ ٹوٹ گیا۔ اور قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔

اگر کسی وجہ سے رمضان شریف میں روزہ ٹوٹ جائے تب بھی شام تک کھانے پینے کی چیزوں سے رکنا ضروری ہے اسی طرح اگر مسافر دن میں اپنے وطن پہنچ جائے یا نابالغ لڑکا بالغ ہو جائے یا حیض و نفاس والی

عورت پاک ہو جائے یا مجنون تندرست ہو جائے تو ان لوگوں کو بھی باقی دن میں شام تک روزہ داروں کی طرح رہنا ضروری ہے۔

کفارہ صرف رمضان شریف کے ادا روزے کو توڑنے سے لازم ہوتا ہے۔ اور کسی روزے کو توڑنے سے کفارہ لازم نہیں آتا صرف اس روزہ کی قضا لازم آتی ہے خواہ وہ روزہ قضا رمضان ہی کا کیوں نہ ہو۔

قضا کا بیان

بلاکسی عذر کے فرض یا نذرِ معین کے روزے نہیں رکھے یا کسی عذر کی وجہ سے یہ روزے چھوٹ گئے یا روزہ رکھ کر کسی وجہ سے ٹوٹ گیا یا جان کر توڑ دیا تو ان روزوں کی قضا رکھنا فرض ہے۔ ایسے ہی اگر سنت یا نفل روزہ رکھ کر پھر توڑ دیا یا کسی وجہ سے ٹوٹ گیا۔ تو اس کی بھی قضا واجب ہے اسلئے کہ روزہ شروع کرنے کے بعد پھر اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔

اگر کسی کے روزے چھوٹ گئے ہوں تو جب موقعہ ملے ان کی قضا کرے۔ قضا کرنے میں جلدی کرنی چاہیئے۔ بلا وجہ دیر کرنا مناسب نہیں۔ قضا کے روزے لگاتار رکھنا بھی ضروری نہیں چاہے لگاتار رکھے چاہے درمیان میں فاصلہ کر کے دونوں طرح جائز ہے۔ اگر پہلے رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا نہیں کی تھی کہ دوسرا رمضان المبارک آگیا تو اب رمضان شریف کے ادا روزے رکھے اس کے بعد پہلے روزوں کی قضا کرے۔

کفّارہ کا بیان

روزہ توڑنے کے کفارہ کی تین صورتیں ہیں۔

اوّل یہ کہ ایک مملوک غلام آزاد کرے۔

دوسرے یہ کہ دو مہینہ کے لگاتار روزے رکھے۔

تیسرے یہ کہ اگر دو مہینے کے لگاتار روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ساٹھ مسکینوں کو فی آدمی پونے دو سیر گیہوں یا ان کی قیمت یا قیمت کے برابر چاول، باجرہ، جوار دیدے (سیر سے انگریزی روپیے اسّی روپیہ کا وزن مراد ہے)

جن ملکوں میں غلام مملوک نہیں ہوتے جیسے ہندوستان وہاں کفارہ کی صرف آخری دو صورتیں ہیں۔

ایک دن کا غلہ یا اس کی قیمت ا[illegible] ہی آدمی کو دی جائے۔ اگر ایک شخص کو ایک دن کی مقدار سے کم دیا تو ادا نہ ہوگا۔ ایسے ہی اگر ایک شخص کو ایک دن میں مقدار سے زیادہ دے دیا یعنی چند یوم کا اکٹھا دے دیا تو یہ ایک دن کا ہوگا اور جس قدر زیادہ دیا ہے اس کا کفارہ میں شمار نہ ہوگا۔

اگر ایک رمضان شریف میں کئی روزے توڑے تو ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔ اور اگر متعدد رمضانوں میں روزے توڑے تو متعدد کفارے لازم ہوں گے۔

عوارض چند ہیں:۔

عوارض جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا یا توڑنا جائز ہے

مرض۔ سفر۔ بڑھاپا۔ بھوک پیاس۔ عورت کا حاملہ یا مرضعہ ہونا حیض ونفاس۔

اگر زیادتیٔ مرض یا دیر میں تندرست ہونے کا اندیشہ ہو ایسے ہی حاملہ اور مرضعہ عورت کو اپنے یا بچے کی ہلاکت یا زیادتیٔ مرض کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

اندیشہ وہی معتبر ہے جو غلبۂ ظن یا سابق تجربہ کی بناپر ہو یا کسی مسلمان دیندار متقی حاذق معالج کی اطلاع سے ہو محض وہم کی بناپر روزہ نہ رکھنا درست نہیں۔ اگر سخت پیاس یا سخت بھوک لاحق ہے جس سے جان کے جانے کا اندیشہ ہے تو روزہ توڑ سکتا ہے۔ ایسے ہی اگر ایک دم کسی بیماری کا حملہ ہو کہ اگر اس وقت دوا نہ دی جائے تو جان کی ہلاکت کا خطرہ ہے تو روزہ توڑ دے اور دوا استعمال کرے۔ بہرحال اگر روزہ کی وجہ سے جان کی ہلاکت کا اندیشہ قوی ہو تو روزہ توڑ دینا جائز ہے۔ اور اگر مرض کی زیادتی کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

حیض ونفاس کی حالت میں عورت کو روزہ رکھنا جائز نہیں۔ ایسی حالت میں روزہ کھول دینا ضروری ہے۔

مسافر کے لئے بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ مسافت تین منزل یعنی اڑتالیس میل یا اس سے زائد ہو خواہ سفر پیدل ہو یا کسی سواری پر۔

البتہ اگر سفر میں سہولت ہو اور روزہ رکھنے میں زیادہ مشقت اور دشواری نہ ہو تو مسافر کے لئے روزہ رکھنا افضل ہے۔ ان سب صورتوں میں روزوں کی قضا ضروری ہے۔

بڑھاپے کی وجہ سے اگر روزوں کی طاقت نہیں رہی یا ایسا مرض لاحق ہو گیا کہ پھر تندرستی اور توانائی کی امید نہیں تو روزے نہ رکھے اور روزوں کا فدیہ ادا کرے۔

فدیہ کا بیان

اگر اتنا بوڑھا ہو گیا کہ روزے نہیں رکھ سکتا اور آئندہ طاقت آنے کی امید نہیں رہی یا اس طرح کا بیمار ہے کہ صحت پانے کی امید جاتی رہی تو ان صورتوں میں روزوں کا فدیہ دے دینا کافی ہے۔

فدیہ کی مقدار۔ ہر روزہ کے عوض پونے دو سیر گیہوں یا ساڑھے تین سیر جو یا ان میں سے کسی کی قیمت یا ان کی قیمت کے برابر کا کوئی اور غلّہ

ہر فرض اور واجب نماز کے فدیہ کی بھی یہی مقدار ہے۔

اگر کسی شخص کا انتقال ہو گیا اور اس کے ذمہ فرض نمازیں یا روزے تھے تو ورثار کو چاہیئے کہ اس کی نمازوں اور روزوں کا فدیہ ادا کریں۔

رمضان شریف کی فضیلت

رمضان شریف کا مہینہ بڑی خیر و برکت اور عظمت و فضیلت والا مہینہ ہے۔ جس میں شب و روز حق تعالیٰ کی نعمتیں اور رحمتیں انتہائی فراوانی کے ساتھ نازل ہوتی ہیں۔ اور مطیع و فرماں بردار مخلوق کو سیراب کرتی ہیں۔

اسی مبارک مہینہ میں لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر قرآن مجید نازل ہوا۔ رمضان المبارک کی عظمت و فضیلت میں بکثرت احادیث وارد ہیں جن میں سے چند نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخری تاریخ میں خطبہ پڑھا اور ارشاد فرمایا" لوگو! بہت عظمت والا مبارک مہینہ آرہا ہے جس میں ایک رات ہزاروں مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ وہ مہینہ جس کے دنوں کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے اور اس کی راتوں کو نماز پڑھنا اجر و ثواب کا ذریعہ بنایا جو شخص اس مہینے میں کوئی نیکی کرے ایسا ہے جیساکہ غیر رمضان میں فرض ادا کیا اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے ایسا ہے جیساکہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کئے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے۔ اور صبر کا بدلہ جنت ہے یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کا ہے۔ اس مہینہ میں مومن بندہ کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے گناہوں کی معافی ہے اور اس کی گردن عذاب جہنم سے آزاد ہے

اوراس روزہ دار کی برابر اجر و ثواب ہے۔ بلا اس کے کہ اجر میں سے کوئی کمی ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ ہم میں سے ہر شخص اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ افطار کرا سکے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "یہ ثواب تو اس شخص کیلئے ہے جو ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی یا ایک گھونٹ لسی سے روزہ افطار کرائے۔"

یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ عذاب جہنم سے رستگاری۔ جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام وخادم، کے بوجھ کو ہلکا کرے حق تعالیٰ اس کی مغفرت فرماتے ہیں۔ اور آگ سے آزادی فرماتے ہیں۔ اس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت رکھا کرو۔ دو چیزیں وہ جن کے ذریعہ اپنے پروردگار کو راضی کرو۔ اور دو چیزیں وہ جن کے بغیر تمھیں چارہ نہیں۔ وہ دو چیزیں جن سے اپنے پروردگار کو راضی کرو۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا بار بار دل سے اعتراف اور یقین رکھنا۔ اور استغفار یعنی بار بار اپنے گناہوں کی معافی چاہنا۔

دو وہ چیزیں جن کے بغیر تمھیں چارہ نہیں جنت کی طلب کرو اور جہنم سے پناہ مانگو جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے حق تعالیٰ اس کو (قیامت میں) میرے حوض سے ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہ لگے گی۔ (فضائل بروایت بیہقی وابن خزیمہ)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا "میری امت کو رمضان شریف میں پانچ چیزیں خاص طور پر دی گئی ہیں۔ جو پہلی امتوں کو نہیں ملیں"۔

(۱) روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

(۲) روزہ دار کے لئے افطار کے وقت تک دریا کی مچھلیاں بھی طلب مغفرت کرتی رہتی ہیں۔

(۳) ہر روز ان کے لئے جنت آراستہ کی جاتی ہے۔ پھر حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے نیک بندے (دنیا کی) مشقتوں کو اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آ ویں۔

(۴) اس مہینے میں سرکش شیاطین بند کر دیئے جاتے ہیں۔ وہ ان برائیوں تک نہیں پہنچ سکتے جن تک غیر رمضان میں پہنچ جاتے ہیں۔

(۵) رمضان شریف کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

صحابہؓ نے عرض کیا "کیا وہ رات شب قدر والی ہے؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "نہیں بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم کرنے پر اجرت دی جاتی ہے۔

(فضائل بروایت احمد بزار بیہقی)

(۳) حضرت عبادہ بن صامت رضؓ کہتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور رمضان المبارک کا مہینہ آگیا تھا "رمضان آگیا

جو بڑی خیر و برکت کا مہینہ ہے حق تعالیٰ اس میں تمہاری جانب متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی خاص رحمت نازل فرماتے ہیں۔ خطاؤں کو معاف فرماتے ہیں اور دعا کو قبول فرماتے ہیں اور تمہارے باہمی ایک دوسرے سے سبقت کرنیکو دیکھتے ہیں اور فرشتوں سے فخر کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کو اپنی نیکی دکھلاؤ بدنصیب ہے وہ جو اس مہینہ میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہا۔

(فضائل بروایت طبرانی)

شبِ قدر کا بیان

رمضان المبارک کی خوبیوں میں سے ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بھی افضل ہے۔ اسی رات کو شبِ قدر کہتے ہیں۔ اس مبارک رات میں قرآن پاک لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اتارا گیا۔ اس لئے اس رات کا جس قدر اعزاز و اکرام ہو کم ہے حق سبحانہٗ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

ترجمہ: بیشک ہم نے قرآن پاک کو شبِ قدر میں اتارا اور آپ کو معلوم بھی ہے شب قدر کیا ہے؟ شب قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے۔ اس رات میں فرشتے اور روح القدس (حضرت جبرئیل علیہ السلام) نازل ہوتے ہیں اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر لیکر۔ یہ رات سراپا سلامتی ہے۔ یہ سب خیر و برکت طلوعِ

فجر تک رہتی ہے۔"

اس ایک رات کو ایک ہزار مہینوں سے افضل بتلایا ہے۔ ہزار مہینوں کے تراسی برس چار مہینہ ہوتے ہیں۔ پس جس خوش قسمت نے اس ایک رات کو پالیا اور عبادت الٰہی میں گزار دیا اس نے گویا تراسی برس چار مہینہ سے زیادہ کا عرصہ عبادت الٰہی میں بسر کیا۔ در حقیقت یہ رات امّتِ محمّدیہ کے لئے حق سبحانہٗ و تعالیٰ کا بہت بڑا انعام و اکرام ہے کہ تھوڑی مشقت اور اجر و ثواب کی کوئی انتہا نہیں۔ اسی وجہ سے یہ امت مرحومہ تمام سابقہ امتوں سے بڑھ جائے گی۔ بشرطیکہ ان چیزوں کو معمولی نہ سمجھا جائے اور ان کی شان کے موافق ان کی قدر کی جائے۔

شبِ قدر عموماً اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں ہوتی ہے یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹، پس مناسب ہے کہ کم از کم ان چند راتوں کو جاگ کر عبادتِ الٰہی دعا اور استغفار میں بسر کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ اگر مجھے شبِ قدر کا پتہ چل جائے تو کیا دُعا مانگوں؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا پڑھ۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔

(اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے اور پسند کرتا ہے معافی کو پس معاف فرما دے مجھے بھی)

اعتکاف کا بیان

خانۂ خدا میں ٹھیرنا عبادت سمجھ کر اور نیت کے ساتھ "اعتکاف" کہلاتا ہے۔ اعتکاف کا مقصود اور اس کی روح یہ ہے کہ اپنے کو تمام مشاغل دنیوی سے فارغ کر کے دل کو خیالات دنیوی سے نا آشنا بنا کر خدا کے در پر پڑ جائے اور چند روز کے لئے اس کے ماسوا سے بے تعلق ہو جائے جب کریم و رحیم کے در پر اس طرح پڑ جائے گا تو ضرور اس کی نعمتوں اور رحمتوں سے سرفراز ہو گا۔ بندہ اگرچہ گندہ ہے مگر جس کریم مولا کا مہمان بنا ہے وہ بڑا غم گسار مہمان نواز بندہ پرور ہے۔ اعتکاف کی بڑی عظمت و فضیلت ہے اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا کہ خود سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ اور دوسروں کو اس کی تاکید اور ترغیب دیتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معتکف کے بارے میں ارشاد فرمایا "معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے لئے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں جتنی کرنے والوں کیلئے"۔

اس ارشاد نبوی میں اعتکاف کے دو فائدے بیان فرمائے۔

اول یہ کہ اعتکاف کی وجہ سے بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ بہت سے نیک اعمال جن کو اعتکاف کی وجہ سے نہیں کر سکتا جیسے مریض کی عیادت و جنازہ کی شرکت وغیرہ ان تمام امور کا بغیر کئے

اجر و ثواب ملتا ہے۔

ان کے علاوہ بھی اعتکاف کے بہت فوائد ہیں۔

(۱) اعتکاف کرنے والا اپنے اعضا اور اوقات کو خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے وقف کر دیتا ہے۔ اور اپنے کو بالکل اپنے مولیٰ کے سپرد کر دیتا ہے۔

(۲) چونکہ نماز سے مقصود یہی ہے کہ ہمہ تن مولیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے اس لئے گویا معتکف ہر وقت نماز میں ہے۔

(۳) اعتکاف کی وجہ سے دنیوی جھگڑوں اور بیکار باتوں اور فضول کاموں سے محفوظ رہتا ہے۔

(۴) اعتکاف کی حالت میں ہر وقت سوتے جاگتے عبادت کا ثواب ملتا ہے اور سارا وقت عبادت میں شمار ہوتا ہے۔

(۵) فرشتوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے۔ جیساکہ ان کا تمام وقت عبادت میں گزرتا ہے۔ معتکف کا بھی سارا وقت عبادت میں بسر ہوتا ہے۔

(۶) معتکف چونکہ خدا کے گھر (مسجد) میں رہتا ہے۔ اس لئے گویا حق تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے۔ اور مہمان کا ہر طرح اکرام و اعزاز کیا جاتا ہے۔

اعتکاف کی جگہ اعتکاف کے لئے سب سے افضل جگہ مسجد مکرمہ ہے کہ بیت اللہ کا قرب ہے۔ پھر مسجد نبوی پھر مسجد بیت المقدس

پھر مسجد جامع پھر اپنے محلہ کی مسجد- بہرحال مسجد کا ہونا ضروری ہے البتہ امام اعظمؒ کے نزدیک یہ بھی ضروری ہے کہ اس مسجد میں پانچوں وقت جماعت ہوتی ہو- ویران اور غیر آباد نہ ہو۔

عورت کو اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا چاہئے اگر گھر میں کوئی جگہ نماز کے لئے مخصوص نہ ہو تو پھر اعتکاف کے لئے کسی جگہ کو خاص کرے۔

اعتکاف کی قسمیں

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔

واجب، سنت موکدہ، نفل۔

(۱) اعتکاف واجب وہ ہے جو منت اور نذر کی وجہ سے ہو جیسے یہ کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو اتنے دنوں کا اعتکاف کردں گا۔ یا بغیر کسی کام پر موقوف کئے اپنے اوپر اعتکاف لازم کرلیا تو ان دنوں کا اعتکاف کرنا واجب ہے۔ اعتکاف واجب کے لئے روزہ شرط ہے اس لئے اسکا وقت کم سے کم ایک دن ہے پس ایک دن سے کم مثلاً دو چار گھنٹہ یا رات کے اعتکاف کی منت ماننا صحیح نہیں۔

(۲) سنت مؤکدہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ ہے اس کی ابتدا بیس تاریخ کی شام یعنی غروب آفتاب کے وقت سے ہوتی ہے۔ اور عید کا چاند دیکھتے ہی ختم ہوجاتا ہے۔ چاند چاہے انتیس کا ہو یا تیس کا دونوں صورتوں میں سنت ادا ہوجائے گی۔

یہ اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ یعنی محلہ کے بعض لوگوں کے کر لینے سے سنت اعتکاف ادا ہو جائے گی۔ اگر کسی نے بھی اعتکاف نہ کیا تو سب اس ترک کے ذمہ دار ہوں گے۔

(۳) نفل۔ واجب اور سنت مؤکدہ کے علاوہ سب اعتکاف نفل ہیں اور سال کے تمام دنوں میں نفل اعتکاف جائز ہے۔ نفلی اعتکاف کے لئے وقت کی بھی کوئی مقدار مقرر نہیں۔ عمر بھر کا بھی اعتکاف کر سکتا ہے۔ اور تھوڑی دیر کا بھی اگر مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کر لیا کرے تو روزانہ بہت سے اعتکافوں کا ثواب مل جائے۔

اعتکاف کی شرائط

(۱) مسلمان ہونا۔ (۲) حدث اکبر اور حیض و نفاس سے پاک ہونا۔
(۳) عاقل ہونا۔ (۴) نیت کرنا (۵) مسجد میں ہونا۔
اعتکاف واجب کے لئے روزہ بھی شرط ہے۔

مستحبات اعتکاف

نیک کاموں اور اچھی باتوں میں مشغول رہنا۔ قرآن کریم کی تلاوت کرنا۔ دعا، درود، استغفار میں مشغول رہنا۔ دین کی باتوں کو سیکھنا اور سکھلانا وعظ و نصیحت کرنا۔ جامع مسجد میں اعتکاف کرنا۔

مکروہاتِ اعتکاف

بالکل خاموشی اختیار کرنا۔ اور اس کو عبادت سمجھنا۔ سامان مسجد میں لاکر بیچنا یا خریدنا۔ لڑائی جھگڑا یا بیہودہ باتیں کرنا۔

مفسداتِ اعتکاف

(۱) بلا عذر قصداً یا سہواً مسجد سے باہر نکلنا۔ (۲) حالت اعتکاف میں صحبت کرنا یا صحبت کے لوازمات اختیار کرنا۔ (۳) کسی عذر سے باہر نکل کر ضرورت سے زیادہ ٹھیرنا۔ (۴) بیماری یا خوف کی وجہ سے مسجد سے نکلنا۔ ان سب صورتوں میں اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

اگر اعتکاف واجب ہے تو اس کی قضا واجب ہے اور نفل اعتکاف کی قضا واجب نہیں۔

وہ اُمور جو معتکف کیلئے جائز ہیں

پیشاب یا پاخانے کے لئے نکلنا۔ غسل فرض کے لئے نکلنا۔ نماز جمعہ کے لئے زوال کے وقت یا اتنی دیر پہلے نکلنا کہ جامع مسجد پہنچکر خطبہ سے پہلے چار سنت پڑھ سکے۔ مؤذن کا اذان کہنے کے لئے اذان کی جگہ پر خارج مسجد جانا۔ مسجد میں کھانا پینا۔ سونا اور ضرورت کی چیزوں کی خرید و فروخت بشرطیکہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو۔ نکاح کرنا۔

اِسلام کا چوتھا رکن
زکوٰۃ

حق تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے ایک خاص مقدار کو اس کے حکم اور فرمان کے مطابق اس کے نادار اور محتاج بندوں کو دیدینا اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں پس جیسے کہ نماز اور روزہ بدنی عبادت ہے اور اس کو ادا کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ مالی عبادت ہے۔ اور اس کا ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

پھر انسان کے پاس جو کچھ بھی ہے اور جو کچھ اس نے کمایا یا کما رکھا ہے محض عطائے خداوندی اور فضلِ ربانی ہے۔ انسان کی جدوجہد و مشقت کو اس میں کچھ دخل ضرور ہے مگر خالی جدوجہد و مشقت سے اگر مال و دولت حاصل ہو جاتا تو آج دنیا میں کوئی نادار اور محتاج نظر نہ آتا۔ صرف وہی دیتا ہے۔ اور جس کو چاہیے دیتا ہے کسی کو بلا مشقت و محنت دیتا ہے اور کسی سے مشقت و محنت کراتا ہے۔ پھر دیتا ہے۔

مولیٰ کریم نے اپنے دئے ہوئے مال و دولت میں سے کچھ حصہ اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ اسی کو "زکوٰۃ" کہتے ہیں اور اس سے بھی مقصود صرف بندہ کو نفع رسانی ہے۔ اس عالی ذات کو اس کی ذرہ برابر احتیاج نہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ (بقرہ)

اور جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو تم خیر سے وہ تمہارے ہی نفوس کے لئے ہے اور نہ خرچ

کرد تم مگر اللہ کی رضا کی طلب کے لیئے۔)

زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ اس کی فرضیت قرآن مجید کی متعدد آیات سے ثابت ہے۔ نماز کے بعد پھر زکوٰۃ کا درجہ ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں بار بار نماز اور زکوٰۃ کا حکم فرمایا۔ اور ان کے ترک پر سخت عذاب کی دھمکی دی۔

زکوٰۃ کی شرائط

زکوٰۃ فرض ہونے کے لیئے چند شرطیں ہیں۔

(۱) مسلمان ہونا۔ (۲) آزاد ہونا۔ (۳) عاقل ہونا۔ (۴) بالغ ہونا (۵) مالک نصاب ہونا۔ (۶) نصاب کا اپنی اصلی حاجتوں سے زیادہ اور قرض سے بچا ہوا ہونا (۷) مالک ہونے کے بعد نصاب پر ایک سال گذر جانا۔

پس کافر اور مملوک غلام اور مجنون اور نابالغ کے مال میں زکوٰۃ فرض نہیں اسی طرح جس کے پاس نصاب سے کم مال ہو یا مال تو نصاب کے برابر ہے۔ لیکن وہ قرضدار بھی ہے یا مال سال بھر تک باقی نہیں رہا۔ تو ان حالتوں میں بھی زکوٰۃ فرض نہیں۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کی صحت کے لیئے یہ بھی ضروری ہے کہ زکوٰۃ[1] کی نیت ہو۔ اگر بلا زکوٰۃ کی نیت کیئے کسی کو مال دیدیا یا مال دینے کے بعد پھر اس کو زکوٰۃ میں شمار کر لیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ البتہ جس کو زکوٰۃ دیجائے اسے یہ بتا دینا کہ یہ مال زکوٰۃ ہے ضروری نہیں، انعام واکرام اور ہبہ کے طور پر بھی مال زکوٰۃ دیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ کسی خدمت کا معاوضہ نہ ہو۔

---

[1] اگر زکوٰۃ کی مقدار کو زکوٰۃ کی نیت سے علیحدہ کر کے رکھ دیا جائے تو یہ بھی کافی ہے۔ ۱۲

زکوٰۃ کا نصاب

جن مالوں میں زکوٰۃ فرض ہے ان کی شریعت نے خاص خاص مقدار مقرر کر دی ہے۔ جب اتنی مقدار کسی کے پاس پوری ہو جائے اور اس پر پورا سال گذر جائے تب زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔ اس مقدار کو "نصاب" کہتے ہیں۔

سونے و چاندی کا نصاب

سونے کا نصاب سات تولہ ساڑھے آٹھ ماشے سونا ہے۔ اور چاندی کا نصاب چون ۵۴ تولہ دو ماشہ بھر چاندی ہے۔ تولہ سے انگریزی روپیہ کا وزن مراد ہے، زکوٰۃ میں چالیسواں حصہ ۱/۴۰ دینا فرض ہوتا ہے۔ پس سات تولہ ساڑھے آٹھ ماشہ سونے کی زکوٰۃ دو ماشہ ڈھائی رتی سونا ہوا۔ اور ۵۴ تولہ دو ماشہ چاندی کی زکوٰۃ ایک تولہ چار ماشہ دو رتی چاندی ہوئی۔

چاندی و سونے کی تمام چیزوں میں زکوٰۃ فرض ہے جیسے اشرفیاں، روپیہ زیور۔ برتن۔ گوٹہ۔ ٹھپہ۔ وغیرہ۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس سرکاری نوٹ بقدر نصاب ہوں تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

اگر کسی کے پاس تھوڑی سی چاندی اور تھوڑا سا سونا ہے اور دونوں میں سے کسی کا نصاب پورا نہیں تو اس صورت میں سونے کی قیمت چاندی سے یا چاندی کی قیمت سونے سے لگا کر دیکھا جائے کہ دونوں میں سے کسی کا نصاب پورا ہوتا ہے یا نہیں اگر کسی کا نصاب پورا ہو جائے تو اس کے حساب سے زکوٰۃ دی جائے اور دونوں میں سے کسی کا نصاب پورا نہ ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں۔

اگر کسی چاندی یا سونے کی چیز میں کھوٹ ملا ہوا ہے تو اگر کھوٹ غالب ہے تو اس پر زکوٰۃ نہیں اور اگر کھوٹ مغلوب ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

ہر قسم کے مال تجارت میں زکوٰۃ فرض ہے۔ مال تجارت سے وہ مال مراد ہے جو بیچنے اور نفع کمانے کے لئے ہو خواہ کسی قسم کا مال ہو جیسے غلہ، کپڑا قند۔ کاغذ۔ کتابیں۔ جوتیاں۔ بساط خانہ کا سامان وغیرہ وغیرہ۔

ہر قسم کے تجارتی مال کی سونے یا چاندی سے قیمت لگائی جائے پھر چاندی یا سونے کا نصاب قائم کر کے اس کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے۔

جانوروں کی زکوٰۃ

جانور اگر تجارت کے لئے ہیں تو ان میں تجارت کی زکوٰۃ فرض ہے اور اگر جانور خانگی ضروریات سواری وغیرہ کے لئے پال رکھے ہیں تو ان میں زکوٰۃ فرض نہیں۔ اور اگر خانگی ضرورت سے زائد ہیں اور ان کا گذارہ بیشتر جنگل کے چارے پر ہے۔ تو ان پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اور ہر ایک جانور کا علیحدہ علیحدہ نصاب مقرر ہے۔

بکریوں کا نصاب :۔ چالیس بکری سے کم پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے چالیس بکریوں پر جبکہ ان پر پورا سال گزر جائے ایک بکری فرض ہے۔ ایک سو بیس بکریوں تک۔ ایک سو بیس بکریوں سے ایک بھی بڑھ جائے تو پھر دو سو بکریوں تک دو بکریاں فرض ہیں۔ دو سو کے بعد چار سو تک تین بکریاں فرض ہیں۔ جب چار سو ہو جائیں تو پھر چار بکریاں

فرض ہیں اس کے بعد ہر سو بکریوں پر ایک بکری ہے۔ بکری اور بینڈھا دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔

گائے کا نصاب:۔ تیس سے کم پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ تیس پر جبکہ ان پر پورا سال گذر جائے ایک سالہ گائے کا بچہ فرض ہے۔ اور چالیس گائے میں دو سالہ بچہ اور ساٹھ میں دو ایک ایک سالہ بچے۔ اور ستر میں ایک دو سالہ اور ایک ایک سالہ بچہ۔ اور اسی میں دو دو سالہ بچے۔ اور نوے میں تین ایک سالہ بچے اور سو میں دو دو سالہ اور ایک ایک سالہ بچہ فرض ہے۔ اسی طرح ہر دس پر ایک سالہ کا اضافہ ہوتا رہے گا گائے اور بھینس کا ایک ہی حکم ہے۔ اور زکوٰۃ کی ادائیگی میں کٹڑا اور کٹڑی بچھڑا اور بچھڑی برابر ہے۔ جو چاہے دے۔

اونٹوں کا نصاب:۔ پانچ اونٹ سے کم پر زکوٰۃ نہیں۔ پانچ اونٹوں پر جبکہ پورا سال گزر جائے ایک بکری فرض ہے۔ نو اونٹوں تک اور دس سے چودہ تک دو بکری ہیں۔ اور پندرہ سے انیس تک تین بکری، اور بیس سے چوبیس تک چار بکری۔ اور پچیس سے پینتیس تک ایک سالہ اونٹ کا بچہ۔ اور چھتیس سے پینتالیس تک دو سالہ اونٹ کا بچہ۔ اور چھیالیس سے ساٹھ تک تین سالہ اونٹ۔ اور اکسٹھ سے پچھتر تک چار سالہ اونٹ اور چھہتر سے نوے تک دو دو سالہ اونٹ۔ اور اکیانوے سے ایک سو بیس تک دو تین سالہ اونٹ۔ ایک سو بیس کے بعد پھر از سر نو حساب شروع کیا جائے۔

عشر یعنی پیداوار کی زکوٰۃ

امام اعظم ابو حنیفہ رح کے نزدیک زمین کی پیداوار میں غلہ ہو یا پھل یا ترکاریاں عشر یعنی دسواں حصّہ خدا تعالیٰ کے نام کا محتاجوں کو دینا ضروری ہے۔ خواہ پیداوار تھوڑی ہو یا بہت اور زمین کو خود سیراب کیا ہو یا بارش سے سیراب ہوئی ہو البتہ لکڑی اور بانس اور گھاس جیسی چیزوں میں کچھ واجب نہیں اور صاحبین[۱] کے نزدیک صرف ان چیزوں میں عشر ہے۔ جو بلا مشقت سال بھر تک باقی رہ سکیں۔ اور دیگر مالوں کی طرح ان کا بھی نصاب مقرر ہے۔ قدر نصاب سے کم پر کچھ واجب نہیں۔

اور خراجی زمین کی پیداوار میں کسی کے نزدیک بھی عشر واجب نہیں۔ خراجی زمین سے وہ زمین مراد ہے جو کفار کے ذریعہ حاصل ہوئی ہو۔

زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ

زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس قدر زکوٰۃ واجب ہوئی ہے وہ کسی مستحق زکوٰۃ کو خدا کے واسطے دے دی جائے اور اسے مال کا مالک بنا دیا جائے کسی خدمت یا کسی کام کی اجرت میں زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ البتہ عاملِ زکوٰۃ یعنی اس شخص کو جو حکومت شرعیہ کی جانب سے مال زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر ہوتا ہے اس کی تنخواہ مال زکوٰۃ میں سے دینا جائز ہے اگر مال زکوٰۃ میں سے محتاجوں کے لئے کوئی چیز کپڑا یا غلّہ وغیرہ خرید کر ان کو دے دیا جائے تو جائز ہے۔

---

[۱] یعنی قاضی ابو یوسف رح اور امام محمد رح

جب بقدر نصاب مال پر قمری مہینوں کے حساب سے سال پورا ہو جائے تو فوراً زکوٰۃ ادا کرنا چاہیئے بلا وجہ فرض کی ادائیگی میں دیر کرنا مناسب نہیں اور اگر سال پورا ہونے سے پہلے کوئی شخص زکوٰۃ دیدے تو بھی جائز ہے۔

زکوٰۃ دیتے وقت نیت کرنی ضروری ہے یعنی دل میں یہ ارادہ کر لینا چاہیئے کہ میں یہ رقم یا یہ مال زکوٰۃ میں دے رہا ہوں۔ اگر بغیر خیال زکوٰۃ کے کسی کو مال دے دیا اور دینے کے بعد اس کو زکوٰۃ کے حساب میں لگا لیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ اگر زکوٰۃ کی نیت سے مال نکال کر علیحدہ کر لیا اور پھر اس کو تقسیم کر دیا تو یہ بھی نیت کے لئے کافی ہے۔

اگر سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ دینے سے پہلے کسی کا سارا مال ضائع ہو گیا تو اس کی زکوٰۃ بھی اس کے ذمے سے ساقط ہو گئی اور اگر تمام مال کو خدا کی راہ میں خرچ کر دیا تب بھی اس کی زکوٰۃ معاف ہو گئی اور اگر کچھ مال ضائع ہو گیا یا خیرات کر دیا تو جس قدر مال ضائع ہوا یا خیرات کیا اس کی زکوٰۃ بھی ساقط ہو گئی۔ باقی مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔

اگر چاندی کی زکوٰۃ چاندی سے ادا کرے تو وزن کا اعتبار ہے مثلاً کسی کے پاس سو روپیہ ہیں۔ سال گذرنے کے بعد اسے ڈھائی تولہ (تولہ روپیہ بھر وزن کا) چاندی دینی چاہیئے۔ اب اسے اختیار ہے کہ وہ دو روپیہ ایک اٹھنی دیدے یا چاندی کا ٹکڑا ڈھائی تولہ کا دیدے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ لیکن اگر چاندی کا ٹکڑا ڈھائی تولہ کا قیمت میں دو روپیہ کا ہو تو دو روپیہ دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

جس مال میں جو زکوٰۃ فرض ہوئی ہے چاہے اسی کو محتاجوں کو دیدے اور چاہے اس کی قیمت لگا کر قیمت کو یا اس سے کوئی دوسری شے مثلاً غلہ کپڑا وغیرہ خرید کر دیدے سب صورتوں میں زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

اگر شروع اور اخیر سال میں زکوٰۃ کا نصاب پورا ہے تو اس کی زکوٰۃ فرض ہے۔ اگرچہ درمیان سال میں نصاب سے کم ہوگیا۔ اگر صاحبِ نصاب تھا۔ اور درمیان سال میں اسی نصاب کی جنس سے اور مال کا اضافہ ہوگیا تو اس مال کی بھی زکوٰۃ دی جائے گی۔

زکوٰۃ کے مصارف

جو لوگ زکوٰۃ کے مستحق ہیں اور شریعت میں ان کو زکوٰۃ دینے کی اجازت ہے تو وہ زکوٰۃ کے مصارف ہیں۔

جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے وہ اس زمانہ میں یہ ہیں۔

(۱) فقیر:۔ یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ تھوڑا مال واسباب ہے لیکن نصاب کے برابر نہیں۔

(۲) مسکین:۔ یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ بھی نہیں۔

(۳) قرضدار:۔ یعنی وہ شخص جس کے ذمے لوگوں کا قرض ہو اور اسکے پاس قرض سے بچا ہوا بقدر نصاب کوئی مال نہ ہو۔

(۴) مسافر:۔ ابن سبیل یعنی وہ مسافر جس کے گھر پر مال ہو۔ مگر سفر میں تنگدست رہ گیا ہو اسے بقدر حاجت زکوٰۃ دیدینا جائز ہے۔

یہ سب زکوٰۃ کے مصارف ہیں۔ مالک نصاب کو اختیار ہے چاہے زکوٰۃ ان سب مصارف میں خرچ کرے یا ایک مصرف میں۔

وہ لوگ جن کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے

(۱) مالدار یعنی وہ شخص جس پر خود زکوٰۃ فرض ہے۔ یا نصاب کی برابر قیمت کا اور کوئی مال موجود ہو اور اس کی حاجت اصلیہ سے زائد ہو۔

(۲) سید۔ بنی ہاشم۔ بنی ہاشم سے مراد حضرت حارث بن عبد المطلب اور حضرت جعفر اور حضرت عقیل اور حضرت عباس اور حضرت علیؓ کی اولاد ہے۔

(۳) اپنے اصول کو یعنی باپ۔ ماں۔ دادا۔ دادی۔ نانا۔ نانی چاہے اور اوپر کے ہوں۔

(۴) اپنے فروع کو یعنی بیٹا بیٹی۔ پوتا پوتی۔ نواسہ نواسی چاہے اور نیچے کے ہوں۔

(۵) خاوند اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے خاوند کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتی۔

(۶) کافر۔ (۷) مال دار کی نابالغ اولاد۔

ان تمام لوگوں کو مال زکوٰۃ دینا جائز نہیں اسی طرح ایسے کاموں میں زکوٰۃ کا مال خرچ کرنا جن میں کوئی مستحق مالک نہ بنایا جائے جائز نہیں۔ جیسے میت کی تجہیز و تکفین میں لگانا یا میت کا قرض ادا کرنا یا مسجد تعمیر کرانا یا فرش اور لوٹوں وغیرہ میں خرچ کرنا۔ ان سب صورتوں میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

اگر کسی شخص کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دیدی بعد میں معلوم ہوا کہ وہ سید تھا۔ یا مالدار تھا یا اندھیرے میں کسی محتاج کو زکوٰۃ دی بعد میں معلوم ہوا کہ اپنا باپ یا ماں یا اولاد میں سے کوئی تھا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی پھر سے دینا واجب نہیں۔

زکوٰۃ اول اپنے رشتہ داروں کو دینا افضل ہے۔ جیسے بھائی بہن۔ بھتیجے بھتیجیاں۔ بھانجے بھانجیاں۔ چچا۔ پھوپی۔ خالہ۔ ماموں۔ ساس۔ خسر داماد وغیرہ میں سے جو حاجت مند اور مستحق ہوں انھیں دینے میں بہت زیادہ ثواب ہے انکے بعد اپنے پڑوس اور محلہ اور شہر کے محتاجوں کو دینا افضل ہے۔ اپنے شہر اور محلہ کے محتاجوں کو چھوڑ کر بلا وجہ دوسروں کو دینا مناسب نہیں اول حق انہی کا ہے۔ جو اپنے قریب ہوں قرابت اپنے نسب کی ہو یا مکان کا قرب ہو۔ ہاں کسی دینی ضرورت سے دوسری جگہ منتقل کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

زکوٰۃ کی تاکید۔ قرآن مجید میں متعدد جگہ زکوٰۃ کی ترغیب اور تاکید کی گئی ہے۔ جہاں نماز کا حکم ہے وہاں زکوٰۃ کا بھی حکم ہے۔ اور زکوٰۃ کی تاکید میں بکثرت احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں سے چند نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔" اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار واعتراف۔ نماز کا قائم کرنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ حج ادا کرنا۔ رمضان کے روزے رکھنا۔ (بخاری ومسلم)

(۲) حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔" میں مامور ہوں کہ لوگوں سے قتال کروں تا وقتیکہ وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ کا اقرار کریں اور نمازوں کو قائم کریں اور زکوٰۃ کو ادا کریں جب انہوں نے یہ کر لیا تو میری جانب سے انکی جان ومال محفوظ ہو گئے۔ سوا رحق اسلامی کے (یعنی قصاص وغیرہ کے) اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے (یعنی دل کا حال

اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔ دل کے کھوٹ پر وہی باز پرس کرنیوالا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۳) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو یمن روانہ کیا تو ارشاد فرمایا" تم اس قوم کے پاس جارہے ہو جو اہلِ کتاب ہے اول ان کو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی دعوت دو جب وہ مان جائیں تب ان کو بتلاؤ کہ شب و روز میں اللہ تعالیٰ نے ان پر پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے۔ جب وہ اس کو مان جائیں تو ان کو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے۔ جو مالداروں سے لی جاتی ہے۔ اور ناداروں کو دیجاتی ہے۔ جب وہ اس کو بھی مان جائیں تو زکوٰۃ وصول کرنے میں عمدہ اور منتخب مال کو اختیار نہ کرنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا۔ مظلوم کی بددعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب اور پردہ نہیں۔ (بخاری و مسلم)

فائدہ:۔ اس حدیث سے یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ دین کی دعوت میں اول اہم امور کو لیا جائے اور جب تک وہ اہم امور کو تسلیم نہ کرلیں دوسرے امور کو بیان نہ کیا جائے۔

(۴) حضرت معاذؓ نے خدمت نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ مجھے ایسا عمل بتادیجئے جو جنت میں پہنچادے اور دوزخ سے دور کردے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" تونے بڑی شے کا سوال کیا ہے اور وہ آسان بھی ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ سہل فرمادے۔ اللہ کی بندگی کر اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا۔ اور نماز کو قائم کر۔ اور زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر۔ پھر ارشاد فرمایا" میں تمام بھلائیوں کے لئے جامع بات نہ بتلادوں؟

روزہ ڈھال ہے۔ اور صدقہ خطاؤں کو ایسا بجھا دیتا ہے جیسا پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدمی کی نماز آخر شب میں۔ پھر آیت تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ تلاوت فرمائی۔ الحدیث۔ (ترمذی)

(۵) حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا۔ یارسول اللہ اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے؟ جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی اس نے مال کی خرابی کو دور کر دیا۔ (ترغیب)

(۶) حضرت حسنؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اپنے اموال کو پاکیزہ بناؤ زکوٰۃ ادا کر کے اور اپنے مریضوں کی دوا کرو صدقہ وخیرات سے اور بلاؤں کی موجوں کا استقبال کرو دعا اور تضرع کیساتھ۔ (ترغیب)

(۷) حضرت علقمہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تمہارے اسلام کی تکمیل یہ ہے کہ تم اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو"۔ (ترغیب) چونکہ اسلام کی تکمیل اور تمامی بغیر زکوٰۃ کے نہیں ہو سکتی اور زکوٰۃ اسلام کا اہم ترین رکن ہے اسی لئے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان لوگوں سے قتال کیا جو زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے تھے۔ ارشاد فرمایا "میں ان لوگوں سے ضرور قتال کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ نماز بدنی عبادت ہے زکوٰۃ بھی مالی عبادت ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے کی سزا:۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ	اور جو لوگ جمع کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی
وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ	اور نہیں خرچ کرتے اسکو اللہ کی راہ میں پس

بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝	خوش خبری دیدیجئے ان کو دکھ دینے والے عذاب کی جس دن کہ گرم کیا جائیگا اس کو دوزخ کی آگ میں پھر داغ دیئے جائیں گے اس سے انکے ماتھے اور کروٹیں اور پیٹھیں۔ یہ ہے جو جمع کیا تھا تم نے اپنی جانوں کیلئے پس چکھو جو کچھ تم نے جمع کیا تھا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں کو بہت پریشانی ہوئی اس لئے کہ یہ امر بہت دشوار نظر آیا کہ کوئی اپنی اولاد کے لئے کچھ بھی جمع نہ کرے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا زکوٰۃ اسی لئے فرض کی گئی ہے کہ وہ باقی اموال کو پاک وصاف کر دیتی ہے۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی گئی ہو وہ کنز وخزانہ نہیں اگرچہ وہ مدفون ہو اور جس مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے وہ کنز میں داخل ہے اگرچہ مدفون نہ ہو۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں اگر میرے پاس احد پہاڑ کی برابر سونا ہو جس کا مجھے حساب معلوم ہو اور زکوٰۃ ادا کرتا ہوں اور اللہ کے حکم کے موافق چلتا ہوں تو پھر مجھے کوئی خوف وخطرہ نہیں ہے۔ آیۃ کریمہ کی وعید اسی مال کے لئے ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی گئی ہو۔ زکوٰۃ کی ادائیگی مال کی طہارت اور پاکی ہے۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس شخص کو حق تعالےٰ مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے۔ قیامت کے دن وہ مال بڑے اژدھے

کی صورت میں اس کے گلے کا ہار ہوگا اور بار بار اس کو ڈسے گا۔ اور کہے گا میں ہی تیرا مال ہوں اور میں ہی تیرا خزانہ ہوں۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ (بخاری)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس شخص کے پاس اونٹ گائے۔ بکری ہوں اور وہ ان کی زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو تو قیامت کے دن نہایت موٹی تازی ہو کر آئیں گی اور اس کو اپنے پیروں سے روندیں گی اور سینگ ماریں گی۔ ایک چھوڑے گی تو دوسری پیچھا لے گی۔ جب تک لوگ حساب کتاب سے فارغ ہوں یہی معاملہ ہوتا رہے گا۔

(۳) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ہمیں نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے جو شخص زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز بھی نہیں۔

صدقہ وخیرات کا بیان

زکوٰۃ مفروضہ کے علاوہ جو کچھ بھی خدا کے لئے خدا کے بندوں پر خرچ کیا جائے وہ صدقہ وخیرات ہے۔

صدقہ وخیرات کی بڑی فضیلت اور خیر و برکت ہے حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ ھُوَ خَیْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا (اور جو کچھ کہ آگے بھیجو گے تم اپنے نفسوں کے لئے بھلائی سے پاؤ گے تم اسکو اللہ کے نزدیک وہ بہتر اور بڑا ہے اجر میں)

دوسری جگہ ارشاد ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا۔

"لیجئے آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ کہ پاک وصاف کریں آپ ان کو اس کے ذریعہ"

تیسری جگہ ارشاد ہے :- يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ۔

(مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ سود کو اور بڑھاتا ہے صدقات کو)

صدقہ وخیرات کی فضیلت میں بہ کثرت احادیث ہیں جن میں سے چند نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تم میں سے کون ہے جس کو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو؟ صحابہؓ نے عرض کیا "ہم میں کوئی بھی ایسا نہیں جس کو اپنے مال سے وارث کا مال زیادہ محبوب ہو"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اس کا مال وہ ہے جو آگے بھیج دیا اور جو چھوڑ گیا وہ وارث کا مال ہے۔ (بخاری)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص ایک کھجور کی برابر بھی کوئی شئے پاک کمائی سے صدقہ کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پاک ہی کو قبول فرماتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ اس کو داہنے ہاتھ سے قبول فرماتے ہیں۔ پھر دینے والے کے لئے اس کی اس طرح پرورش ونگرانی فرماتے ہیں جیسا تم اپنے گھوڑے کے بچے کی پرورش اور نگرانی کرتے ہو۔ یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی برابر ہو جاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو مسلمان کسی ننگے مسلمان کو کپڑا پہنائے حق تعالیٰ اس کو جنت کا لباس پہنائیں گے۔ اور جو مسلمان

کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے حق تعالیٰ اس کو جنت کے پھل کھلائیں گے اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے حق تعالیٰ اس کو جنت کی شراب پلائیں گے۔ (ابوداؤد)

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "ہر مسلمان پر صدقہ ہے صحابہؓ نے عرض کیا۔ "اگر کسی کے پاس کچھ نہ ہو؟" حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔

"ہاتھ سے کمائی کرکے خود بھی منتفع ہو اور صدقہ بھی کرے۔"

صحابہؓ نے عرض کیا اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو یا ایسا نہ کرے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ کسی حاجت مند پریشان کی اعانت کرے"۔ صحابہؓ نے عرض کیا" اگر یہ بھی نہ کیا"۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا"۔ نیکی کا حکم کرے"۔ صحابہؓ نے عرض کیا، اگر یہ بھی نہ کیا"۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا"۔ شر پہنچانے سے بچے یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے"۔

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا"۔ صدقہ خطاؤں کو ایسا بجھا دیتا ہے جیسا پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

(۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہر بھلائی صدقہ ہے اور یہ بھی بھلائی ہے کہ اپنے بھائی سے بشاشت کے ساتھ ملے یا اپنے ڈول کا پانی اپنے بھائی کے برتن میں ڈال دے۔

(۷) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا"۔ یا رسول اللہ وہ کونسی چیزیں ہیں جنھیں انکار نہ کرنا چاہیئے"۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا"۔ پانی، نمک، آگ، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ پانی کو تو ہم جانتے ہیں مگر نمک ا ۔ آگ

کو کیوں نہ انکار کیا جائے؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا "اے حمیرا (لقب حضرت عائشہ) جس نے آگ کو صدقہ کیا اس نے گویا اس تمام چیز کو صدقہ کیا جو اس آگ پر پکائی گئی اور جس نے نمک دیا اس نے گویا وہ تمام چیز دی جس کا مزہ نمک نے سنوارا۔ جو شخص کسی مسلمان کو ایسی جگہ پانی پلائے جہاں پانی دستیاب ہو یہ ایسا ہے جیسا ایک غلام کو آزاد کیا۔ اور اگر وہاں پانی دستیاب نہ ہو تو ایسا ہے جیسا کہ مُردہ کو زندہ کیا ہو۔

زکوٰۃ اور صدقہ کے فوائد۔ زکوٰۃ اور صدقہ کے بیشمار فائدے ہیں جن میں سے چند بیان کیئے جاتے ہیں۔

(۱) زکوٰۃ اور صدقہ سے مال و دولت پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ کے متعلق تو پہلے آیات اور احادیث گزر چکیں۔ صدقہ کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"اے گروہ تجار خرید و فروخت میں لغویات اور فضول قسم شامل ہو جاتی ہے پس پاکیزہ بناؤ تم اس کو صدقہ و خیرات کر کے۔"

(۲) زکوٰۃ اور صدقہ سے گناہ دھلتے ہیں اور خطائیں معاف ہوتی ہیں۔

(۳) زکوٰۃ اور صدقہ سے بلائیں اور مصیبتیں دور ہوتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ صدقہ شر کے ستر دروازوں کو بند کر دیتا ہے۔" دوسری جگہ ارشاد ہے۔" اپنے مریضوں کا علاج صدقہ و خیرات سے کیا کرو۔"

(۴) مال کی حفاظت کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔" اپنے اموال کی حفاظت زکوٰۃ کے ذریعہ کرو۔" چنانچہ جس مال کی پوری زکوٰۃ ادا

کی گئی ہو وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔

(۵) مال میں خیر و برکت اور زیادہ ہوتی ہے۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

(اور جو کچھ خرچ کرتے ہو تم کسی چیز سے پس وہ بدلہ دیتا ہے اور وہ بہت بہتر رزق دینے والا ہے۔)

(۶) قیامت کے دن گرمی کی شدت سے بچائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ہر شخص اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا جبتک کہ حساب کتاب سے فراغت ہو۔

(۷) حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی رضا اور خوشنودگی حاصل ہوتی ہے اور اپنی حفاظت اور نگہبانی ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

(ترجمہ) اور خرچ کرو تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور مت ڈالو تم اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں اور احسان کرو تم بیشک اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ احسان کرنے والوں کو۔

(۸) شیطان کا غیظ وغضب ہے۔ اس لئے کہ شیطان برائی سے خوش ہوتا ہے۔ اور نیکی سے غضبناک ہوتا ہے۔

(۹) مساکین اور فقرار کی خبر گیری اور خوشنودگی ہے۔

(۱۰) انبیار کرام اور صلحار کا اتباع اور اقتدار ہے۔

زکوٰۃ اور صدقہ دینے کے آداب :۔ (۱) زکوٰۃ اور صدقہ کے مقصود کو ہمیشہ ذہن نشین رکھے ۔ زکوٰۃ اور صدقہ سے مقصود تین باتیں ہیں ۔

اول اپنی محبوب شے کو خرچ کر کے حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی محبت اور رضا حاصل کرنا ۔ دوسرے بخل اور بخل سے پیدا ہونے والی برائیوں سے پاک و صاف ہونا ۔ تیسرے حق تعالیٰ کی نعمت کا ادا ر شکر ۔

(۲) اس طرح خرچ کرے گویا حق سبحانہٗ وتعالیٰ کو دے رہا ہے ۔ پس پاک کمائی میں سے ہو اور اچھا مال ہو ۔ ردّی اور خراب شے نہ ہو ۔ اور فخر و مباہات نہو ۔

(۳) جس کو دے رہا ہے اس پر احسان نہ رکھے اور نہ اس کی اذیت اور تکلیف کا باعث بنے بلکہ اس کی قدر دانی اور شکر گزاری کرے کہ وہ اس نعمت کے حصول کا ذریعہ بن رہا ہے ۔ لینے والے کی صرف دنیاوی ضرورت پوری ہوگی ۔ اور دینے والے کے آخرت کی مشکلات میں کام آئے گا ۔

(۴) جو کچھ دے رہا ہے وہ حق تعالیٰ کو دے رہا ہے اور اپنے ہی نفع کی خاطر دے رہا ہے اس لئے اس کو ہر حالت میں حقیر اور بے حقیقت سمجھے ۔

(۵) صدقہ و خیرات کو پوشیدہ کرے تاکہ عُجب اور بڑائی پیدا نہ ہو ۔ اور زکوٰۃ کو کھلم کھلا اور علانیہ ادا کرے تاکہ اس کے تارکِ زکوٰۃ ہونے کی بدگمانی نہو اور دوسروں کو بھی زکوٰۃ ادا کرنے کی ترغیب اور شوق پیدا ہو ۔

(۶) متقی اور پرہیز گار لوگوں پر خرچ کرے اور ایسے لوگوں کو دے جن سے دین کی اعانت اور مدد ہو ۔ بالخصوص علم دین سیکھنے اور سکھانے اور دین کو پھیلانے

والوں کی ضرورت کو پورا کرنا اپنی سعادت سمجھے۔

(۷) اپنے اعزا اور اقربا اور پڑوسیوں کو مقدم رکھے ان کو دینے میں صدقہ کا بھی ثواب ہے اور ان کے حقوق کی بھی ادائیگی ہے۔

(۸) صدقہ و خیرات میں جلدی کرے اور صحت و تندرستی کی حالت میں خدا کی راہ میں خوب خرچ کرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ صحت و تندرستی کی حالت میں ایک درہم صدقہ کرنا بیماری اور مایوسی کی حالت میں سو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

صدقہ فطر کا بیان

فطر کے معنی روزہ کھولنے کے ہیں۔ اس خوشی اور شکریہ میں کہ رمضان المبارک خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہوگیا اور روزے کھل گئے اور عید الفطر کا مبارک دن آگیا۔ مسلمانوں پر ایک اور انعام کیا گیا اور ان پر عید کے دن ایک صدقہ مقرر کیا گیا تاکہ اس کے ذریعہ سے حق سبحانہ و تعالیٰ کی مزید رضا اور خوشنودگی حاصل کریں۔ اور اس خوشی کے دن اپنے مفلس و نادار مسلمان بھائیوں سے غفلت و لاپروائی نہ ہو۔ بلکہ ہر مسلمان کے گھر کھانے پینے کا سامان پہنچ جائے اس صدقہ کو صدقہ فطر" کہتے ہیں۔ صدقہ فطر ہر مسلمان آزاد پر جب کہ وہ بقدرِ نصاب مال کا مالک ہو واجب ہے۔ پس جو شخص مالک نصاب ہو اس پر واجب ہے کہ اپنی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے۔ اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کرے البتہ اگر نابالغوں کے پاس اپنا مال بھی ہو تو ان کے مال میں سے صدقہ فطر ادا کیا جا سکتا ہے۔

صدقۂ فطر کا نصاب

جو مقدار زکوٰۃ کے نصاب کی ہے وہی مقدار صدقۂ فطر کے نصاب کی ہے یعنی چون تولہ دو ماشہ چاندی یا سات تولہ آٹھ ماشہ سونا یا ان کی قیمت لیکن فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے چاندی یا سات تولہ آٹھ ماشہ سونا ہے جس پر پورا سال گزر جائے اور صدقۂ فطر کے نصاب میں ہر قسم کا مال حساب میں لیا جائے گا۔ بشرطیکہ حاجت اصلیہ اور قرض سے بچا ہوا ہو۔ پس اگر کسی شخص کے پاس اس کے استعمال کے کپڑوں سے زائد کپڑے رکھے ہوں، یا روزمرہ کی ضرورت سے زائد تانبے، پیتل، چینی وغیرہ کے برتن رکھے ہوں، یا کوئی مکان خالی پڑا ہوا ور کسی قسم کا سامان یا کوئی غلہ اس کے پاس موجود ہے جو حاجت اصلیہ سے زائد ہے اور ان چیزوں کی قیمت نصاب کے برابر یا زائد ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں، لیکن صدقۂ فطر واجب ہے۔ صدقۂ فطر کے نصاب پر سال بھر گذرنا بھی ضروری نہیں۔ بلکہ اگر اسی روز نصاب کا مالک ہوا ہو تب بھی صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

صدقۂ فطر کی مقدار

صدقۂ فطر ہر ایک آدمی کی جانب سے پونے دو سیر گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو ہے۔ اور جو یا جو کا آٹا یا ستو دے تو ساڑھے تین سیر دینا چاہیئے۔ سیر سے مراد اسّی تولہ وزن ہے۔) اگر جو اور گیہوں کے علاوہ اور کوئی غلہ مثلاً چاول

باجرہ، جوار وغیرہ دے تو پونے دو سیر گیہوں یا ساڑھے تین سیر جو کی قیمت میں جس قدر وہ غلہ آتا ہو اتنا دینا چاہیئے۔ اور اگر قیمت دے تو پونے دو سیر گیہوں یا ساڑھے تین سیر جو کی قیمت دینی چاہیئے۔ قیمت کا دینا افضل ہے تاکہ محتاج سہولت کے ساتھ اس سے اپنی ہر ضرورت کو پورا کر سکے۔ لیکن اگر گرانی کا زمانہ ہو تو غلہ کی جنس سے دینا افضل ہے۔

ایک آدمی کا صدقہ فطر ایک ہی محتاج کو دے یا تھوڑا تھوڑا کئی محتاجوں کو دے یا کئی آدمیوں کا صدقہ فطر ایک ہی آدمی کو دے۔ ہر طرح جائز ہے۔

صدقہ فطر ہر اس شخص کو دیا جا سکتا ہے جو زکوٰۃ لینے کا مستحق ہو جن کو مال زکوٰۃ دینا جائز نہیں ان کو صدقہ فطر دینا بھی جائز نہیں۔ جس شخص پر خود صدقہ فطر واجب ہو اور صدقہ فطر کا نصاب موجود ہو اس کو زکوٰۃ اور صدقہ فطر یا کوئی اور واجب صدقہ لینا جائز نہیں۔ صدقہ فطر عید کے دن صبح صادق کے بعد واجب ہوتا ہے۔ پس جو شخص صبح صادق سے پہلے مر گیا۔ اس کے مال میں سے صدقہ فطر نہیں دیا جائے گا۔ اور جو بچہ صبح صادق سے پہلے پیدا ہوا اس کی جانب سے صدقہ فطر ادا کیا جائیگا۔ اگر وقت سے پہلے رمضان شریف ہی میں صدقہ فطر دیدیا تو جائز ہے۔ صدقہ فطر ادا کرنیکا افضل وقت عید کے دن عید کی نماز کو جانے سے پہلے ہے۔ اور اگر عید کی نماز کے بعد ادا کرے تب بھی جائز ہے۔ اور جب تک اس صدقہ کو ادا نہ کیا جائے گا یہ واجب رہے گا چاہے کتنی ہی مدت گزر جائے۔

اسلام کا پانچواں رُکن

حج بیت اللہ[ل]

حج اسلام کا ایک بڑا رکن ہے۔ جس کی فرضیت قرآن شریف سے ثابت ہے اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ نماز اور روزہ محض بدنی عبادت ہیں اور زکوٰۃ محض مالی عبادت ہے۔ حج ان دونوں کو جامع ہے اس لئے کہ اسمیں جان پر بھی محنت و مشقت ہے اور مال کا بھی خرچ ہے گویا حج حق تعالیٰ کی دی ہوئی جان و مال کا یکجا شکریہ ہے جو تمام عمر میں ایک بار ادا کیا جاتا ہے۔

حج بیت اللہ کی تاکید اور فضیلت

حق سبحانہٗ و تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ ۝

(ترجمہ) اور لوگوں پر اللہ کے لئے بیت اللہ کا حج ہے۔ اس شخص پر جو طاقت رکھے اس تک پہنچنے کی اور جو انکار کرے پس بیشک اللہ بے پرواہ ہے جہانوں سے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس شخص کے پاس زادراہ اور سواری موجود ہو جو اس کو بیت اللہ تک پہنچا سکے اور پھر بھی حج نہ کرے تو چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی" (ترمذی)

[ل] حج کے سلسلہ کی تفصیلی معلومات کیلئے رفیق حج کا مطالعہ کرے قیمت مجلد ۷۵/۱

دوسری جگہ ارشاد ہے۔" جس شخص کو حج سے روکنے والی کوئی ضرورت یا مجبوری نہ ہو وہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی"۔ یعنی ایک مسلمان کیلئے اگر اس میں استطاعت ہو تو فرض حج کا ادا کرنا ضروری ہے بے وجہ دیر کرنے والے مسلمان میں یہود ونصاریٰ والی خصلت موجود ہے جیساکہ وہ دین کے فرائض میں سستی کرتے تھے۔ یہ بھی سستی اور غفلت برت رہا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا" میرا دل چاہتا ہے کہ چند نوجوانوں کو بھیجوں تاکہ وہ ایسے لوگوں کو تحقیق کر کے جن پر حج فرض ہے اور پھر بھی حج ادا نہیں کرتے ان کے گھروں کو آگ لگا دیں اور ان کو قتل کر دیں۔ واللہ میں ایسے لوگوں کو مسلمان نہیں سمجھتا یہ جملہ حضرت عمرؓ نے مکرر سہ کرر فرمایا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا" ایسے لوگوں پر کفار کی طرح جزیہ مقرر کرنا چاہیئے اس لئے کہ وہ مسلمان نہیں۔

حج کن لوگوں پر فرض ہے

حج فرض ہونے کی چند شرطیں ہیں۔

(۱) مسلمان عاقل بالغ آزاد ہونا۔

(۲) تندرست صحیح سالم ہونا۔

(۳) سفر خرچ اور زاد راہ کا موجود ہونا۔ جو حوائجِ ضروریہ اور اہل و عیال کے ضروری خرچ سے زائد ہو۔

(۴) راستہ کا مامون اور محفوظ ہونا۔

(۵) عورت کے لئے محرم یا خاوند کا ہونا۔ محرم سے مراد ہر وہ عاقل بالغ مرد ہے۔ جس سے قرابت یا رضاعت یا صہریت (سسرال) کی وجہ سے شرعاً اس عورت کا نکاح حرام ہو۔

حج صحیح ہونے کی دو شرط ہیں

(۱) ایام حج ہونا۔

(۲) حج کی نیت سے احرام باندھنا۔ یکم شوال سے دس ذی الحجہ تک ایام حج ہیں۔

حج کی قسمیں

حج تین طرح کیا جاتا ہے۔

اول۔ صرف حج کا احرام باندھنا۔ اس کو "افراد" کہتے ہیں۔

دوسرے۔ حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھنا۔ اسکو "قران" کہتے ہیں۔

تیسرے۔ حج کے مہینوں میں اول عمرہ کا احرام باندھنا پھر عمرہ کے افعال پورے کر کے حلال ہو جانا۔ اور اسی سال پھر حج کا احرام باندھنا اس کو "تمتع" کہتے ہیں۔

ان تینوں صورتوں میں فرض حج ادا ہو جائے گا۔ مگر امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک قران افضل اور اولیٰ ہے۔

احرام کا بیان

مکہ مکرمہ کے چاروں طرف مکہ میں داخل ہونے والوں کے لئے جگہ مقرر ہے۔ جس کو "میقات" کہتے ہیں اس جگہ سے بغیر احرام باندھے گذرنا سخت گناہ اور حرام ہے۔

احرام باندھنے کا طریقہ یہ ہے کہ غسل یا وضو کرے اور دو کپڑے چادر اور لنگی پہنے پھر دو رکعت نفل پڑھ کر حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت کرے اور تلبیہ پڑھے۔ پھر اُن تمام امور سے بچے جو حالتِ احرام میں منع ہیں۔

ممنوعاتِ احرام

(۱) جماع اور جماع کے تمام لوازمات۔

(۲) لڑائی جھگڑا قتل و قتال اور فسق و فجور کی تمام باتیں۔

(۳) سلے ہوئے کپڑے کرتہ پاجامہ، بنیان وغیرہ پہننا۔

(۴) کسی خوشبودار چیز کا استعمال کرنا۔

(۵) چہرہ اور سر کا ڈھانکنا۔

(۶) بال منڈوانا یا حجامت بنوانا۔ یا ناخن وغیرہ کتروانا۔

(۷) شکار کرنا یا شکاری کی مدد کرنا وغیرہ وغیرہ۔

عورت سلا ہوا کپڑا پہن سکتی ہے۔

حج ادا کرنے کا طریقہ

اول میقات سے حج کا احرام باندھے اور بکثرت تلبیہ[۱] پڑھتا رہے۔ جب مکہ مکرمہ پہنچے تو پہلے مسجد حرام میں جائے اور باب السلام سے داخل ہو جب بیت اللہ پر نظر پڑے تو ہاتھ اٹھا کر خوب دعا مانگے۔ مسجد میں داخل ہو کر پہلے طواف کرے بشرطیکہ فرض نماز کا وقت تنگ نہ ہو۔

طواف کا طریقہ

طواف کا طریقہ یہ ہے کہ حجر اسود کے سامنے کھڑا ہو اور طواف کی نیت کرے۔ اور نماز کی طرح دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے۔ پھر ہاتھ چھوڑ کر حجر اسود کو بوسہ دے۔ اس بوسہ دینے کو "استلام" کہتے ہیں استلام کے بعد داہنی طرف کو دروازہ کی طرف چلے کہ بیت اللہ بائیں طرف رہے۔ اور دعائیں پڑھتا رہے۔ جب تمام بیت اللہ کا چکر لگا کر حجر اسود پر آئے تو پہلے کی طرح بوسہ دے مگر ہاتھ نہ اٹھائے۔ اب ایک شوط پورا ہو گیا۔ اسی طرح سات شوط پورے کرے۔

پھر مقام ابراہیم پر دو رکعت پڑھے۔ پھر ملتزم پر آئے اور خوب دعا مانگے۔ پھر چاہ زمزم پر آئے اور خوب سیر ہو کر پانی پیئے اور خوب دعا مانگے۔ یہ طواف جو ذکر کیا گیا قدوم ہے۔ جو باہر سے آنے والوں کیلئے سنت ہے

---

[۱] تلبیہ لبیک پڑھنے کو کہتے ہیں اور ہر قسم کی دعائیں رفیق حج میں دیکھئے، قیمت ۵/۱

سعی کا طریقہ

اگر صفا و مروہ کے درمیان سعی کا ارادہ ہو تو آب زم زم پی کر پھر حجر اسود کو بوسہ دے اور کوہ صفا پر آئے اور بیت اللہ کی طرف رخ کئے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھا کر۔ تکبیر و تہلیل کہے اور خوب دُعا مانگے۔ پھر کوہ مَروہ کی طرف میانہ روی سے چلے اور ذکر اللہ کرتا رہے۔ البتہ دونوں میلوں کے درمیان تیز رفتاری سے چلے پھر مَروہ پر چڑھے اور تکبیر و تہلیل کہے اور خوب دعا مانگے یہ ایک شوط ہو گیا۔ اسی طرح سات شوط پورے کرے۔

اگر افراد کی نیت کی ہے تو طوافِ قدوم اور سعی کے بعد احرام باندھے ہوئے مکہ مکرمہ میں قیام کرے اور اگر قران کا احرام باندھا ہے تو اول عمرہ کا طواف اور سعی کرے پھر طواف قدوم اور سعی کرے۔ اور احرام باندھے ہوئے مکہ مکرمہ میں قیام کرے۔ اور اگر تمتع کی نیت کی ہے تو عمرہ کا طواف اور سعی کر کے سر کے بال منڈوا کر حلال ہو جائے۔ پھر حج کے موقع پر حج کا احرام باندھے۔ مکہ مکرمہ میں جس قدر ہو سکے نفل طواف کرتا رہے۔

۷ ذی الحجہ کو ظہر کے بعد امام مسجد حرام میں خطبہ پڑھتا ہے۔ یہ خطبہ پڑھنا مسنون ہے اور اس کو سننا مستحب ہے۔ اگر مفرد یا قارن ہے تو فبہا ورنہ ۷ تاریخ کو دن میں یا ۸ تاریخ کی شب میں حج کا احرام باندھے۔ اور ۸ تاریخ کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ کی جانب روانہ ہو۔ اور مسجد کے قریب قیام کرے اور پانچ نماز ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء۔ فجر وہاں پڑھے۔

عرفات کو روانگی

۹ تاریخ کی صبح کو عرفات کو روانہ ہو اور وادیٔ عرنہ کے علاوہ جس جگہ چاہے قیام کرے۔ پھر زوال سے پہلے غسل کر کے مسجد نمرہ میں جائے اور امام کے ساتھ ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت میں اکٹھا پڑھے۔ نماز سے فارغ ہو کر اپنی قیام گاہ پر جائے۔ جبلِ رحمت کے قریب امام خطبہ پڑھے گا اس کو سُنے اور شام تک ذکر اللہ دعا اور درود میں مشغول رہے۔

مُزدلفہ کو روانگی

غروب آفتاب کے بعد سکون و وقار کے ساتھ ذکر اللہ کرتا ہوا مُزدلفہ کی جانب روانہ ہو۔ مُزدلفہ پہنچ کر عشا کے وقت میں مغرب اور عشا دونوں ایک ساتھ پڑھے۔ اور رات یہاں گذارے یہ رات بڑی عجیب و غریب انوارات و برکات کی رات ہے۔ اس رات کو جاگنا اور عبادت میں گذارنا مستحب ہے۔ طلوع فجر کے وقت سے مزدلفہ کے وقوف کا وقت ہے۔ سویرے نماز فجر پڑھ کر مشعر حرام پر جائے اور دعا اور ذکر اللہ میں مشغول رہے۔

منیٰ کو روانگی

طلوع آفتاب سے کچھ پہلے سکون و وقار کے ساتھ ذکر اللہ کرتا ہوا منیٰ کو روانہ ہو۔ منیٰ میں پہنچکر صرف جمرۂ عقبہ کی رمی کرے۔

رمی کا طریقہ یہ ہے کہ جمرہ کے سامنے کھڑے ہوکر سات کنکریاں یکے بعد دیگرے پے در پے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر جمرہ پر مارے۔ پہلے دن کی سات کنکریاں مزدلفہ سے لے لینا مستحب ہے۔ جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد اول قربانی کرے پھر سر منڈوا کر حلال ہو جائے۔ قربانی کرنا قارن اور متمتع پر واجب ہے۔ اور مفرد کے لئے مستحب ہے۔

طوافِ زیارت

ذبح اور حلق کے بعد مکہ مکرمہ آئے اور طوافِ زیارت کرے جو حج کا آخری رکن ہے۔ طواف زیارت کا وقت دسویں تاریخ کی صبح سے بارہویں تک ہے لیکن افضل یہ ہے کہ دسویں کو مکہ مکرمہ آکر طواف زیارت کرے اور پھر منیٰ لوٹ جائے۔ ان راتوں کو منیٰ میں گذارنا سنت ہے۔

پھر گیارہویں اور بارہویں تاریخ کو تینوں جمرات کی رمی کرے پہلے جمرۂ اولیٰ کی پھر جمرۂ وسطیٰ کی پھر جمرۂ عقبہ کی۔ ۱۲ تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے بلاکراہت منیٰ سے آسکتا ہے۔ اور غروب آفتاب کے بعد آنا مکروہ ہے اور اگر ۱۳ تاریخ کی صبح ہوگئی تو اب بغیر اس دن کی رمی کئے آنا جائز نہیں۔ تینوں دن کی رمی سے فارغ ہوکر مکہ مکرمہ آجائے۔

طوافِ وداع

جب مکہ مکرمہ سے رخصت ہونے کا ارادہ ہو تو رخصتی اور آخری طواف

کرے۔ اس طواف کا نام "طوافِ صدر" اور "طوافِ وداع" ہے جو باہر والوں پر واجب ہے۔

فرائضِ حج

(۱) احرام (۲) وقوف عرفات (۳) طوافِ زیارت۔
اگر ان میں سے کوئی بات چھوٹ گئی تو حج ادا نہ ہوگا۔

واجباتِ حج

وقوف مزدلفہ۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا۔ رمی جمرات۔ حلق یا قصر طواف وداع باہر والوں کے لئے۔ قربانی کرنا۔ قارن اور متمتع کے لئے۔

باقی امور سنن اور مستحبات ہیں۔

یہ حج کا اجمالی بیان ہے۔ مفصل مسائل رسالہ "رفیقِ حج" میں بیان کئے گئے ہیں ان کو پڑھ لیا جائے۔

الحمد للہ ارکانِ اسلام کے ضروری مسائل اور فضائل اور محاسن بیان ہو چکے حق تعالیٰ شانہٗ اپنے فضل سے اس کو قبول فرمائیں اور ہم مسلمانوں کو عمل کی توفیق اور احکامِ خداوندی پر ثبات اور استقامت نصیب فرما دیں۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ سَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَّذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا
بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ٥